

ماہنامہ
ہمدرد و نونہال
فروری ۲۰۱۸ء



نونہالوں کے دوست اور ہمدرد

شہید حکیم محمد سعید کی یاد رہنے والی باتیں



جاگو جگاؤ

یہ بُرائی پاکستان میں نیز بہت سے غفلت میں پڑے ہوئے ایشیائی ممالک میں جاری و ساری ہے کہ رئیس اور امیر لوگ اپنے گھروں میں نونہالوں کو بطور گھریلو ملازم رکھتے ہیں۔ اکثر و بیشتر حالات میں ان معصوم نونہالوں سے جو کام لیے جاتے ہیں، وہ بڑے افسوس ناک ہیں۔ ان نونہالوں کے ذمے دولت مندوں کے بچوں کو کھانا، گھر کی صفائی کرنا، بازاروں سے سودا سلف خرید کر لانا وغیرہ شامل ہیں۔ معصوم نونہالوں سے ان کی غربت کے جرم میں امیر گھرانوں میں پست درجے کے کام کرائے جاتے خود قابل توجہ ہے، مگر اس سے زیادہ غیر ہمدردانہ رویہ یہ ہے کہ ان نونہال نوکروں کو تعلیم سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ امیروں اور رئیسوں کے جن بچوں کی یہ غریب نونہال خدمتیں کرتے ہیں، وہ تو اعلا درجے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، مگر یہ غریب نونہال تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔

ہونا یہ چاہیے کہ ان غریب نونہالوں کو اپنی اولاد سمجھا جائے اور ان پر تعلیم کے دروازے کھول دیے جائیں۔ ان کے ساتھ وہی ہمدردانہ اور مشفقانہ برتاؤ کیا جائے جو بڑے لوگ اپنے لالے اور چہیتے نونہالوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ ان کو اسی محبت بھری نظر سے دیکھا جائے جس سے دولت مند والدین اپنے پیارے بچوں کو دیکھتے ہیں۔ اگر ہم سب اس طرف متوجہ کریں اور ان محنت کرنے والے بے سہارا نونہالوں کو اپنے بچوں کے برابر سمجھ لیں تو نہ صرف اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوں گے، بلکہ یہ غریب نونہال بھی بڑے ہو کر کسی قابل جو سکیں گے اور ملک اور قوم کے لیے بوجھ بننے کے بجائے مفید ثابت ہوں گے۔

ہماری معمولی سی محبت ان کو بھی تعلیم کی دولت سے مالا مال کر دے گی۔

(ہمدرد نونہال اپریل ۱۹۹۵ء سے لیا گیا)

پہلی بات

سلیم فرنی

اس مہینے کا خیال

محمود احمد برکاتی

محبت بانو، محبت لونو

السلام علیکم! سنہ ۲۰۱۸ء کا دوسرا شمارہ حاضر ہے۔ مرحوم محمود احمد برکاتی محترم کی یاد اب تک ذہن پر حادی ہے۔ انھوں نے ہمدرد نونہال کے ذریعے سے صرف کہانیاں اور معلومات ہی نہیں مہیا کیں، بلکہ اردو کی درستی کا بھی خاص خیال رکھا۔ ہمدرد نونہال واحد رسالہ ہے جس نے نونہالوں کو درست اردو لکھنا اور بولنا سکھایا۔ قائد اعظم اور شہید حکیم محمد سعید کی طرح انھیں بھی پاکستان اور پاکستان کی قومی زبان اردو سے محبت تھی۔ وہ اردو کو اس کا حق دلانا چاہتے تھے۔ دنیا بھر کے لوگ اپنی قومی زبان پر فخر کرتے ہیں اور ہم شرماتے ہیں۔ ضرورتاً دوسری زبانیں سیکھنا سیکھنا نہیں ہے، لیکن اپنی قومی زبان کو اہمیت دینی چاہیے۔ حکیم صاحب کی ہدایت پر دفتر کا بیشتر کام اردو زبان میں ہوتا تھا۔ اقوام متحدہ کے ادارے جو ہنسکو کے سروے کے مطابق دنیا کی تیسری بڑی اور مستند زبان اردو ہے۔ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ یہی اور ذاتی پاکجٹ کی بنیاد ہے۔ اس زبان کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ کسی خاص علاقے یا نسل کی زبان نہیں ہے، بلکہ اس کی حیثیت عالم گیر ہے۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ترقی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں تعلیم ان کی اپنی قومی زبان میں دی جاتی ہے، کیوں کہ ایک نونہال جو بات اپنی مادری زبان میں سمجھ سکتا ہے، وہ انہی زبان میں نہیں سمجھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قومی تعلیم اور ترقی کی دوڑ میں آگے ہیں۔ تعلیم سے معاشرے میں شعور پیدا ہوتا ہے۔ شعور سے نظم و ضبط بہتر ہوتا ہے۔ کام چوری اور بددیانتی دور ہوتی ہے۔ عدل و انصاف کا بول بالا ہوتا ہے۔ امن اور خوش حالی آتی ہے۔ بانی پاکستان، شہید پاکستان اور ان کے ساتھی یہی چاہتے تھے کہ ہمارا وطن بھی ترقی کرے۔

قائد اعظم کی مادری زبان سمراتی تھی، لیکن وہ اردو کی اہمیت اور عظمت سے خوب آگاہ تھے، اسی لیے انھوں نے پاکستان بننے سے ایک سال پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ پاکستان کی قومی اور دفتری زبان اردو ہوگی۔ برصغیر کے صرف مسلمان ہی نہیں، غیر مسلم بھی اردو سے پیار کرتے تھے۔ اردو کے کئی بڑے قلم کار غیر مسلم تھے۔ آج بھی چین، جاپان، جرمنی سمیت کئی بڑے ممالک میں اردو زبان کے شعبے قائم ہیں۔

ہم نے بابائے قوم کی کسی لہجہ پر عمل نہ کیا۔ نہ کوئی نظام (تنظیم) ہے، نہ بھائی چارہ (اتحاد) ہے اور نہ خود پر بھروسہ (یقین محکم) کرتے ہیں۔ ہم نے قائد اعظم، بابائے اردو، شہید پاکستان سمیت اردو کے دیگر علم برداروں کی دوراندیشی کو اہمیت نہ دی۔ یقین ہے کہ آپ بڑے ہو کر اردو کی خدمت کریں گے، اس کی عزت کریں گے۔

شاعر و مہر میں شائع شدہ مضمون "پیار سے نبی کی دیانت" میں صفحہ ۹ پر، تیسری سطر میں لفظ صداقت کے بجائے نبوت شائع ہو گیا، جب کہ واقعہ نبوت سے پہلے کا بیان کیا گیا ہے۔

حمد باری تعالیٰ

زمین کو خدا نے بچھایا ہے کیسے
پھر اس آسمان کو اٹھایا ہے کیسے
پہاڑ اس زمین پر اُبھارے ہیں کیسے
بنائے خدا نے ستارے ہیں کیسے
یہ کنکر، یہ پتھر، یہ ریت اور مٹی
یہ دریا، سمندر، یہ صحرا، یہ خشکی
یہ کیڑے مکوڑے، چمندے پرندے
یہ انسان، یہ حیواں، یہ سارے درندے
یہ جنات، حوریں، یہ نوری فرشتے
جو رہتے ہیں سجدے میں ہر وقت اس کے
یہ سورج، یہ چاند اور کھر بوں ستارے
یہ سارے کرسٹے ہیں میرے خدا کے

افق جو بھی کچھ ہے زمین، آسمان میں
اسی کا ہے سارا اس کون مکاں میں



واصف علی واصف

کسی کے احسان کو اپنا حق نہیں سمجھنا چاہیے۔
مرسلہ: ایان فیصل، تارخہ کراچی

شکسپر

ہر انسان پر استاد، والدین اور قانون کا احترام
لازم ہے۔ مرسلہ: اعتراف عباسی، عالم آباد

رکمن

شہر ازمان ہمارے آگے ہے، پیچھے نہیں۔
مرسلہ: کول فاطمہ اللہ بخش، لیاری

نجمن فریمنگن

بے شک دیر تک سوچو، لیکن سوچنے کے بعد جو
فیصلہ کرو، دو اہل ہو۔

مرسلہ: خرم خان، تارخہ کراچی

جانسن

ماضی و ماضی، یادداشت کی کسوٹی ہے۔

مرسلہ: پرویز حسین، کراچی

☆☆☆

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

محبت چھوڑنے سے بُری عادتیں بھی چھوٹ
جاتی ہیں۔ مرسلہ: عبدالغنی وقاص، صادق آباد

حضرت عمر فاروقؓ

خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

مرسلہ: میمن محمد صدیق، کوٹ غلام محمد

حضرت عثمان غنیؓ

عقل مند کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ احمق کہتا
ہے کہ مجھے سب معلوم ہے۔

مرسلہ: سلمان یوسف سمیع، علی پور

حکیم لقمان

’ماں باپ کی خدمت کرنا ایسا ہے، جیسے کھیت کے
لیے پانی۔‘ مرسلہ: تحویم محمد ابراہیم احمدانی، ساکھڑ

شہید حکیم محمد سعید

اپنے اخلاق و کردار کو دوسروں سے محبت کر کے
بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

مرسلہ: مرسلہ: مہک اکرم، لیاقت آباد

خدمتِ خلق

حبیب اشرف صبحی

کافی عرصے پہلے کی بات ہے کہ میں آٹا اور ضروریاتِ زندگی کی دیگر چیزیں خریدنے گیا تو میں سوچنے لگا کہ اگر کوئی مزدور مل جائے اور یہ سامان اٹھا کر میرے گھر تک چھوڑ آئے تو مسئلہ حل ہو جائے۔ میں مزدور کو تلاش کرتا رہا۔ آخر میں ایک مزدور جیسے آدمی کو ایک دکان پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے اسے بتایا کہ کچھ سامان اٹھا کر فلاں جگہ پہنچانا ہے اور سامان کی تفصیل بھی بتائی۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر میرے ساتھ چل دیا اور سامان اٹھا کر میرے گھر چھوڑ دیا۔ میں نے اس کی مزدوری ادا کرنی چاہی تو اس نے پیسے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید پیسے کم ہیں۔ گرمی کا موسم اور رمضان کا مہینا بھی ہے۔ میں نے اس کی مزدوری دگنی کر دی۔ اس بار بھی اس آدمی نے انکار میں سر ہلایا۔ تیسری بار میں نے تین گنا زیادہ پیسے دینے چاہے اور سوچا کہ یقیناً اب وہ انھیں خوشی سے قبول کر لے گا، لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی، جب اس نے تیسری بار بھی پیسے لینے سے انکار کر دیا۔

اب مجھے اس پر غصہ آ گیا۔ میں نے کہا: ”بھائی! میں تمہاری اجرت سے تین گنا زیادہ پیسے دے رہا ہوں، لیکن تم بھر بھی خوش نہیں ہو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟“ اس آدمی نے جواب دیا: ”بھائی! میں مزدور نہیں ہوں۔ میں تو صرف خدمتِ خلق کے پُر خلوص جذبے سے کام کرتا ہوں۔ آپ نے کہا، یہ سامان اٹھا لو، میں اٹھا لایا۔ یہ پیسے کسی حاجت مند کو دے دیجیے گا۔“

دوسرے روز جب میں بازار گیا تو میں نے اس دکان دار سے پوچھا، جس کی دکان

پر وہ مزدور بیٹھا ہوا ملتا تھا، کہ وہ شخص کون تھا۔ اس نے مجھ سے اجرت نہیں لی اور خدمتِ خلق کے جذبے کے تحت میرا کام کیا۔

دکان دار نے بتایا: ”وہ شخص ہمارے گاؤں کا امیر ترین آدمی ہے۔ اس میں خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ہر شخص کے کام آتا ہے اور ضرورت مندوں کی مالی مدد بھی کرتا ہے۔ طبیعت میں انتہائی انکسار اور عاجزی ہے، اس لیے وہ کپڑے بھی بہت معمولی پہنتا ہے، تاکہ تکبر نہ آ جائے۔ اس کے دروازے ہر ضرورت مند کے لیے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔“

دکان دار سے یہ باتیں سن کر میں بوا حیران اور متاثر ہوا اور سوچتا رہا کہ اس نفسا نفسی کے دور میں ایسے انسان کا ہونا کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔ میں اس شخص کو کبھی نہیں بھول سکتا۔

☆

اعلاظرفی

پاکستان کے سابق وزیر اعظم فیروز خان نون اپنی آپ بیتی ”ہضم دید“ میں لکھتے ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان کی حیثیت سے جب میں ہندوستان گیا تو پالم کے ہوائی اڈے پر ایک دل چسپ واقعہ ہوا۔ میری اہلیہ (دکار النساء) میرے پیچھے پیچھے طیارے سے نیچے اتر رہی تھیں کہ ان کی سلیپر کی وضع کی ایک جوتی جسے ہماری خواتین ساؤچی کے ساتھی پہنتی ہیں، پھسل کر نیچے جا گری۔

اس سے پہلے کہ وہ سیرمی طے کر کے نیچے پہنچیں، پنڈت نہرو نے سلیپر اٹھائی اور جب وہ نیچے اتریں تو ان کے سامنے اس طرح رکھ دی کہ پہننے میں دشواری نہ ہو۔ نو نو گرافروں نے اس سے خاصا لطف لیا اور بہت سی تصویریں کھینچیں۔ خوش اخلاقی کے اس سلوک سے نہرو کی وجاہت میں کوئی فرق نہیں آیا، بلکہ اس میں کسی قدر اضافہ ہی ہو گیا۔ تمام اخبارات نے اپنے عالی ظرف وزیر اعظم کا یہ عمل بہت سراہا۔

ہم درد کے ہم دم

سعدیہ راشد

مسعود احمد برکاتی صاحب بہ حیثیت انسان

ہمدرد سے برکاتی صاحب کا تعلق نصف صدی سے زیادہ طویل رہا۔ میں نے انھیں ہمیشہ محترم شہید حکیم محمد سعید کے ساتھ ہمدرد کے مشن کی تکمیل میں سرگرم پایا۔ اتنے طویل عرصے کی ہمدی اور ہم قدمی، بہ حیثیت انسان، ان کی خوبیوں کو ثابت کرتی ہے۔ ایک مشن کی تکمیل کا تسلسل کے ساتھ جاری رکھنا، ایک بڑی اہم خوبی ہے۔

میں نے انھیں ایک ہمدرد، معاملہ فہم، مشفق اور مستقل مزاج انسان پایا۔ وہ گونا گوں ذمے داریوں کے باوجود دوستوں کی اعانت و رہنمائی کا قابل قدر جذبہ بھی رکھتے تھے۔ عمر میں اضافے اور خرابی صحت کے باوجود اپنے فرائض کی تکمیل کو بہت تھل، بردباری اور خوش مزاجی کے ساتھ برقرار رکھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمدرد نو نہال کے بے شمار قاری آج کے اہم مصنف، شاعر، محقق، سائنس دان، حکیم و ڈاکٹر ہیں اور اپنے شعبوں میں اہم ذمے داریاں سرانجام دیتے نظر آتے ہیں۔ انسان اور کردار سازی جیسے مشکل اور اہم کام کی تکمیل گونا گوں خوبیوں کا حامل شخص ہی کر سکتا ہے۔ اس اعتبار سے برکاتی صاحب ایک قیمتی اثاثہ تھے۔

برکاتی صاحب بہ حیثیت ایڈیٹر نو نہال

بچوں کے لیے آسان زبان میں لکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کے رسالے کی ادارت اور بھی مشکل اور محنت طلب ذمے داری ہوتی ہے۔ شہید حکیم محمد سعید، زبان کی صحت اور شائستگی پر بہت زور دیتے تھے، برکاتی صاحب نے بھی اسے ہمیشہ ملحوظ

رکھا۔ چنانچہ آج بھی ہمدرد نو نہال میں غیر ثقہ الفاظ جگہ نہیں پاتے۔ اس کے مضامین وغیرہ کی زبان کے سنوارنے، نکھارنے پر برکاتی صاحب بھرپور توجہ دیتے تھے۔ رسالے کے ذریعے سے فراہم کی جانے والی معیاری معلومات، مضامین، لطیفوں، اقوال، سوانح، تاریخ و واقعات کی ترتیب کا کام وہ نصف صدی سے زیادہ عرصے سے پوری لگن کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ وہ نو نہالوں کے مراسلات کا بہ غور مطالعہ کرتے اور ان کی مدد سے رسالے کو ان کی خواہشات سے ہم آہنگ رکھنے کی کاوش کرتے تھے۔ وہ ہر شمارے کے سلسلے میں مجھ سے بھی مشاورت کا سلسلہ اسی طرح جاری رکھے ہوئے تھے، جس طرح شہید حکیم محمد سعید کی زندگی میں کیا کرتے تھے۔ ذاتی طور پر میں اس معمول کو بہت مفید پاتی ہوں۔

برکاتی صاحب کی تصانیف

برکاتی صاحب کی نگارشات اور تراجم کی فہرست خاصی طویل ہے۔ ان کے کئی کئی ایڈیشنوں کی اشاعت ہی ان کی مقبولیت اور افادیت کا ثبوت ہیں۔ میں خاص طور پر ان کی جن کتابوں کو پسند کرتی ہوں ان میں جوہر قابل، صحت کی الف بے، دو ملک دو مسافر، وہ بھی کیا دن تھے اور صحت کے ۹۹ نکتے شامل ہیں۔ جوہر قابل نو نہالوں کو بزرگوں کے کارناموں سے آگاہ کرنے کی ایک بڑی موثر کوشش ہے۔ دو ملک دو مسافر بہت دل چسپ سفر نامہ ہے، جسے نو نہالوں نے بہت پسند کیا۔ صحت کی الف بے اور صحت کے ۹۹ نکتے کے مطالعے سے نو نہالوں کے علاوہ بڑوں میں بھی صحت کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ ان میں درج صحت کے اصولوں پر عمل کر کے کئی امراض سے محفوظ، صحت مند زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

آسمانِ ادب کا سورج

زاہدہ مسعود برکاتی



ایک جانا پہچانا نام شہید پاکستان کے دست راست، ان کے پرانے ساتھی، نونہالوں کے ہمدرد سید مسعود احمد برکاتی، ہمدرد نونہال کے مدیر اور پھر

مدیرِ اعلیٰ ہے۔ ماہ نامہ ہمدرد صحت کے مدیر منتظم رہے۔ اس کے علاوہ ہمدرد پبلی کیشنز کے سینئر ڈائریکٹر اور ہمدرد وقف کے ٹرسٹی رہے۔ یونیسکو کے ماہ نامے کوریئر کے اردو ایڈیشن پیامی کے حکیم محمد سعید کے ساتھ شریک مدیر رہے اور اسے چودہ سال تک کام یابی سے نکالا۔ کوریئر انٹرنیشنل کے مدیروں کی میٹنگ میں حکیم صاحب کے ساتھ انگلستان اور فرانس گئے۔ وہاں سے واپسی پر حکیم صاحب کی ہدایت پر سفر نامہ ”دو مسافر دو ملک“ کے نام سے لکھا جو اردو ادب میں بچوں کا پہلا سفر نامہ ہے۔

انھیں انگریزی لٹریچر کو اردو کے قالب میں ڈھالنے پر بھی خوب ملکہ حاصل تھا۔ انھوں نے چار انگریزی ناولوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔

مسعود احمد برکاتی آسمانِ ادب پر چمکتا سورج! ایک ایسا سورج جس کے علم، جس کی محبت، جس کی ہمدردی، جس کا ایثار اور جس کا غنودرگزرہ لوگوں کے دلوں کو گرماتا رہے گا۔

میں کچھ کام یاب لوگوں کو ذاتی طور پر جانتی ہوں اور بہت سوں کے بارے میں

پڑھا اور سنا ہے۔ انسان میں خامیاں اور کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں۔ کوئی بھی انسان سوائے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے، کامل نہیں ہے۔ اسی لیے یہ کام یاب لوگ اپنے شوق، اپنی ملازمت اور اپنے کام میں توفیق ہوتے ہیں، لیکن اپنے گھر میں اتنے کام یاب نہیں ہوتے جتنے گھر سے باہر کامران ہوتے ہیں۔ برکاتی صاحب کی یہ خوبی تھی کہ وہ اپنے کام اور گھر دونوں ہی میں کام یاب تھے۔ گھر کا ہر فرد یہ دعا کر سکتا ہے کہ برکاتی صاحب سب سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔ پیارے نبی کا فرمان ہے:

”تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔“

کہتے ہیں کہ شخصیت انسان کے کردار کا آئینہ ہوتی ہے۔ وضع داری ان کی شخصیت کا حصہ تھی۔ یہ وضع داری ان کے دل اور روح کی وضع داری تھی، جو ان کی شخصیت کا حصہ بن گئی تھی۔

وہ لوگوں کی اُمید تھے۔ جب بھی کوئی بے روزگار ملازمت کے لیے ان کے پاس جاتا تو اسے اُمید دلاتے اور کبھی منع نہیں کرتے تھے۔ جب گھر آتے اور مجھے بتاتے تو میں ان سے کہتی کہ آپ کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے تو آپ نے منع کیوں نہیں کیا، تو فرماتے: ”بے روزگار آدمی کے پاس اُمید کے سوا ہے ہی کیا، اس کی اُمید کبھی نہیں توڑنی چاہیے۔ اللہ اسے ملازمت کہیں نہ کہیں دلا دے گا۔“

برکاتی صاحب نے ہمیشہ لکھنے والوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی، بلکہ بڑے اور معروف لکھنے والوں کو بھی بچوں کے لیے لکھنے پر آمادہ کیا۔ برکاتی صاحب کو بچوں اور

نوجوانوں سے حد درجہ محبت تھی۔ اپنے بچوں کے بچے ہوں یا خاندان میں سے کسی کے ہوں یا اجنبی ہوں، حد تو یہ ہے کہ راہ چلتے بچوں سے بھی والہانہ محبت کا اظہار کرتے تھے۔ جیب میں ٹافیاں رکھتے تھے اور بچوں کو بانٹا کرتے تھے۔

۲ مارچ ۱۹۹۶ء کو اے پی این ایس نے برکاتی صاحب کو سب سے سینئر پروفیشنل ایڈیٹر کی حیثیت سے نشانِ سپاس پیش کیا۔

جولائی ۲۰۱۰ء کو پی ایم اے کے ادارے رض فورم نے برکاتی صاحب کے اعزاز میں تقریبِ پذیرائی منعقد کی۔

۱۶ اپریل ۲۰۱۲ء کو اے پی این ایس نے ”لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ“ پیش کیا۔

برکاتی صاحب ملک کے ممتاز میڈیکل جرنلسٹ تھے۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف اخبارات و رسائل میں جو علمی، ادبی، تحقیقی، صحی، نفسیاتی اور سوانحی مضامین شائع ہوئے ہیں ان کی تعداد بھی سیکڑوں میں ہے۔

برکاتی صاحب نے حکیم صاحب کی کئی کتابوں کو مرتب کیا ہے۔ ان کی عملی زندگی کا سفر حکیم صاحب سے شروع ہوا تھا اور برکاتی صاحب کی آخری مرتب کردہ کتاب بھی حکیم محمد سعید کے اقوال پر مشتمل ”گلستانِ سعید“ ہے۔

اب ”سعید و مسعود“ دونوں تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ دونوں کو قومی خدمات، دونوں کے طویل ساتھ، دونوں کی مثبت سوچ اور اعلیٰ اخلاق و جذبے کو میرا سلام۔

☆☆☆

ماہ نامہ ہمدردِ نونہال جلد ۲۰۱۸ فروری ۱۳

ایک شخص، ایک ادارہ - مسعود احمد برکاتی

مسعود احمد برکاتی اس دنیا میں نہیں رہے۔ مرحوم ہو گئے ہیں، مگر انہیں مرحوم کہتے ہوئے کیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ ایسے افراد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

مسعود احمد برکاتی نرم دل، شفیق اور مہربان تھے۔ نونہالوں پر جان چھڑکتے تھے۔ کہتے تھے کہ ہر ماہ ہمدردِ نونہال کا کام اشاعتی مرحلے تک پہنچاتے ہوئے بہت ہی دشوار مرحلے سے گزرتا ہوں۔ ہمدرد میں سارے کارکنوں کی چھٹی ہو جاتی، مگر وہ رات کو دیر تک اپنے کارکنوں کے ساتھ کام میں جتے رہتے، تب کہیں جا کر رسالے کا کام ختم ہوتا تھا۔ کام کو خوب سے خوب تر بنانے میں وقت بہت صرف ہوتا تھا، لیکن وہ اس کی پروا نہیں کرتے تھے۔ نونہال کا خاص نمبر شائع ہونے والا ہوتا تھا تو چھٹی والے دن بھی کارکنوں کے ساتھ کام کیا کرتے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد وہ پاکستان آ گئے اور گزر بسر کے لیے ٹیوشن پڑھانے لگے، پھر جب ۱۹۵۳ء میں ”ہمدردِ نونہال“ جاری ہوا تو اس سے منسلک ہو گئے۔

ہمدردِ نونہال کو انھوں نے ہندو پاک کے بچوں کے نمایاں اور ممتاز رسالوں میں شامل کر دیا۔ آج ہمدردِ نونہال کو جو عروج حاصل ہے، ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ہمدردِ نونہال میں انھیں عظیم اور معروف ادیبوں کا تعاون حاصل رہا، جس میں رفیع الزماں زبیری، احمد ہمدانی، احمد خاں خلیل، رشید الدین احمد، شمیم نوید، سید علی ناصر زیدی، کھتری عصمت علی ٹیل، معراج، علی اسد وغیرہ شامل ہیں۔

برکاتی صاحب شہید حکیم محمد سعید کا دایاں بازو سمجھے جاتے تھے۔

ماہ نامہ ہمدردِ نونہال جلد ۲۰۱۸ فروری ۱۵

انجمن آرائی کی رونق تجھ سے تھی
اے شریک بزمِ ارواح الوداع



ہمدرد فاؤنڈیشن کے متعدد اداروں کی ابتدا ان کے سامنے ہوئی، جن کی بنیادوں کو انھوں نے مستحکم کیا۔ شہید پاکستان حکیم محمد سعید جب کسی شعبے کی بنیاد رکھنا چاہتے تو انھیں مناسب و موزوں شخص کی تلاش ہوتی تھی، ایسے موقعوں پر برکاتی صاحب انھیں حوصلہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کی فکر نہ کریں، شعبے کا کام وہ سنبھال لیں گے۔ شعبے کی بنیاد پڑ جاتی، برکاتی صاحب ہر ممکن تعاون اور اشتراک کرتے۔

شہید حکیم محمد سعید کے ساتھ انھوں نے غیر ممالک کی سیر بھی کی اور پھر نو نہالوں کے لیے پہلا سفر نامہ ”دو ملک دو مسافر“ لکھا۔ نو نہال ادب میں یہ یقیناً ایک اچھوتی کتاب ہے۔

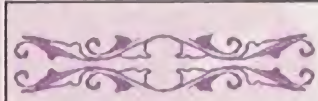
اے پی این ایس نے ان کی خدمات کے سلسلے میں انھیں حسن کارکردگی ایوارڈ اور حکومت پاکستان نے انھیں لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ عطا کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

نو نہالوں سے ضروری بات

بعض ایسے نو نہال جو برسوں سے ہمدرد نو نہال پڑھ رہے ہیں۔ شمارے پر تبصرہ کرنے کے بجائے ایسے عمومی سوالات کرتے ہیں جن کے جوابات کئی مرتبہ دیے جا چکے ہیں۔ ہم ہر مہینے ”آپ کی تحریر کیوں نہیں چھپتی؟“ کے عنوان سے ہر شمارے میں نوٹ لگاتے ہیں، جن میں ایسے تمام سوالوں کے جواب موجود ہوتے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھیے اور آدھی ملاقات میں صرف تحریروں کی پسند ناپسند کے بارے میں لکھیے۔ شکریہ

جراثیموں کا، عظمتوں کا آسمان رخصت ہوا
 صاحبِ اردو زبان اور پاس ہاں رخصت ہوا
 جس کی ہستی ایک محفل کی طرح تھی دوستوں!
 آج پھولوں کا حسیں وہ گلستاں رخصت ہوا
 ٹونہالانِ وطن کا جو بہت ہمدرد تھا
 وہ عظیم الشان انسان، مہرباں رخصت ہوا
 نوگفتہ پھول جس سے فیض یاب ہوتے رہے
 تاجِ ذرِ علم و ہنر کا ترجمان رخصت ہوا
 جس کے ہاتھوں میں سدا انصاف کا پرچم رہا
 تیرگی میں جو رہا تھا ضوفشاں، رخصت ہوا
 ٹونہالانِ وطن کی اشک بار آنکھیں ہیں آج
 جو کزکتی دھوپ میں تھا سائبان، رخصت ہوا
 اُس کی ہستی میں حکیم اوصاف تھے کچھ اس قدر
 ایسا لگتا ہے مجھے کہ اک جہاں رخصت ہوا

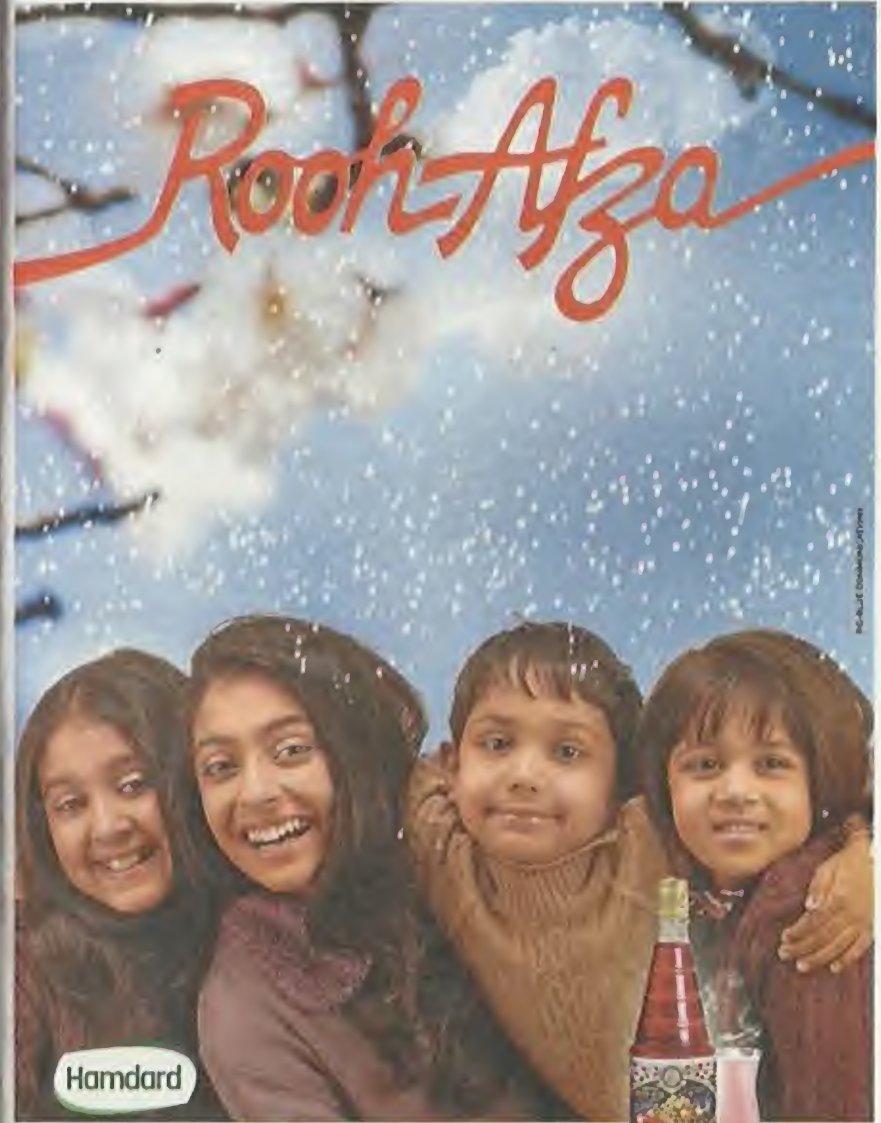


بیادِ مسعود احمد برکاتی

پاس ہاں
 رخصت ہوا



حکیم خاں حکیم



Hamdard

Sardi Mubarak

Garam doodh Rookh Afza aur dry fruits say sardiyo ka maza dubala karein.

سات ہیرے

مسعود احمد برکاتی



دور، بہت دور ان اونچے اونچے پہاڑوں کے پیچھے ایک ملک آباد ہے، جس کا نام ترکستان ہے۔ کبھی یہاں ایک بہت ہی عقل مند اور رحم دل بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کا نام شہریار تھا۔ شہریار کی فوج بہت بہادر تھی، جو اس کے ایک اشارے پر کٹ مرنے کے لیے تیار رہتی تھی۔ اس کے عقل مند وزیروں کا دنیا بھر میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ دنیا بھر کے مشہور عالم فاضل، شاعر اور قصہ گو دربار میں موجود رہتے تھے۔ شہریار کو خوشی اور راحت کا ہر سامان میسر تھا، لیکن وہ ہمیشہ افسردہ رہا کرتا تھا، کیوں کہ اس کی ملکہ اللہ کو پیاری ہو گئی تھی اور تخت و تاج کا بھی کوئی وارث نہ تھا۔ ایک دن شہریار اپنے محل کی چھت پر بیٹھا سمندر کا نظارہ کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ بندرگاہ

uniferroz

Perfect for the
little ones...

SANIPLAST
First Aid Bandage
Junior



f/SaniplastHumeshaPass



پرایک جہاز لگا ہوا ہے اور اس میں سے سوداگر اپنے تجارتی سامان کے ساتھ اتر رہے ہیں۔

شہر یار نے حکم دیا کہ ان سوداگروں کو دربار میں حاضر کیا جائے۔

جب سوداگر دربار میں حاضر ہوئے تو شہر یار نے کہا: ”تم لوگ ملک ملک گھومتے پھرتے ہو،

ذرا سوچ سمجھ کر بتاؤ کہ کیا تم نے ایسی کوئی عقل مند شہزادی دیکھی ہے، جسے میں اپنی ملکہ بنا سکوں۔“

شہر یار کی بات سن کر سب سوداگر سوچنے لگے۔ ایک سوداگر جو ان میں سب سے زیادہ

عمر کا تھا، کہنے لگا: ”عالی جاہ! میں نے سنا ہے، جزیرہ بوستان کی شہزادی نادرہ چاند سے زیادہ

حسین اور سو عقل مندوں سے زیادہ دانا اور ہوشیار ہے۔ اس کی کہی ہوئی پھیلیوں کو آپ کے

عقل مند وزیر بھی نہیں بوجھ سکتے۔“

شہر یار نے حیرانی سے پوچھا: ”یہ جزیرہ بوستان کہاں واقع ہے؟ میں نے تو کبھی اس

ماہ نامہ ہمدرد نوںہال

فروری ۲۰۱۸ء

۲۳

خالص قدرتی اجزاء ہر موسم، ہر لمحہ



100 فیصد قدرتی اجزاء سے بنا ہمدرد کا جوشاندہ۔

اس میں شامل خالص چڑی بوٹیاں نزلہ، زکام اور فلو میں

پانچا نہیں فوری آرام۔

Hamdard

جزیرے کا نام نہیں سنا۔“

بوڑھے سوداگر نے کہا: ”عالی جاہ! یہ جزیرہ سات سمندر پار واقع ہے۔ وہاں تک پہنچنا کوئی آسان کام نہیں، کیوں کہ یہاں سے بوستان جزیرے تک پہنچنے میں دس سال کا عرصہ لگ جائے گا اور دس ہی سال وہاں سے یہاں تک واپس آنے میں لگیں گے۔ یہ کل بیس سال کی مدت ہے اور اس عرصے میں شہزادی نادرہ آپ تک پہنچتے پہنچتے بوڑھی ہو جائے گی۔“

شہر یار نے سوداگروں کو انعام و اکرام دے کر رخصت کیا۔ اب وہ بہت فکر مند رہنے لگا۔ ایک دن شہر یار سیر و تفریح کے لیے شہر سے باہر نکل گیا۔ ایک جگہ اس نے کئی کاکھیت دیکھا، جو سیلوں دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ہوا کے جنوں کوں سے مٹی کے پودے یوں لہلہاتے اور جھومتے تھے جیسے سمندر میں لہریں ہلکورے لے رہی ہوں۔ شہر یار مٹی کے کھیت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کھیت کے مالک کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ نوکر چا کر اسی وقت بھاگے ہوئے گئے۔ کچھ دیر بعد وہ بالکل ایک جیسے قد و قامت اور شکل و صورت کے سات کسانوں کو ساتھ لے کر واپس آئے۔ شہر یار ان کی ایک سی صورتیں دیکھ کر حیران ہوا۔ اس نے پوچھا: ”تم لوگ کون ہو؟“

ایک کسان آگے بڑھ کر بولا: ”عالی جاہ! ہم آپ کے کھیتوں کے رکھوالے ہیں۔ ہم سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں اور یہاں کہلاتے ہیں۔ ہمارے باپ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم زندگی بھر بادشاہ کے وفادار رہیں، اپنے ہمسایوں سے نیک سلوک کریں اور اپنا کام پوری دل جمعی اور محنت سے کریں۔ اس کے علاوہ ہمارے باپ نے ہم سب بھائیوں کو مختلف پیشے سکھائے، تاکہ مصیبت کے وقت ہم روزی کما سکیں۔“

شہر یار نے کہا: ”تم نے بہت محنت سے کھیتی باڑی کی ہے اور میں تمہاری عمدہ فصل کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اب تم ہمیں بتاؤ کہ تم نے کون کون سے فن سیکھے ہیں؟“

EBH

The preferred brand of winners.

EBH Girls

EBH Boys

ENGLISH BOOT HOUSE (Pvt) Ltd.

ایک سیمان بولا: "عالی جاہ! میں سیمان آہن گر (لوہار) ہوں۔ اگر مجھے لوہا دے دیا جائے تو میں بادلوں سے بھی اونچا مینار بنا سکتا ہوں۔"

دوسرا سیمان بولا: "سرکار! میں سیمان دور بین ہوں، یعنی دور دور تک دیکھ سکتا ہوں۔ جب میرا پہلا بھائی مینار بنالے تو میں اس پر چڑھ کر ہر ایک ملک میں دیکھ سکتا ہوں کہ وہاں کیا کچھ واقعات پیش آرہے ہیں۔"

تیسرا سیمان بولا: "حضور! میں سیمان جہازی کہلاتا ہوں، میں ایسا جہاز بنا سکتا ہوں جو پانی کے اوپر بھی تیر سکتا ہے اور پانی کے اندر بھی۔ میرا بنایا ہوا جہاز اتنا تیز رفتار ہوتا ہے کہ ایک سال کا فاصلہ ایک دن میں طے کر سکتا ہے۔"

چوتھا سیمان بولا: "حضور عالی! میں سیمان غوطہ خور ہوں۔ جب بھائی سیمان جہازی، جہاز بنا چکیں تو میں اس پر سوار ہو جاتا ہوں۔ اگر کوئی دشمن ہمارا پیچھا کرے تو میں جہاز کا اگلا حصہ پکڑ کر سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہوں اور جہاز سمیت سمندر کی تہ میں بیٹھ جاتا ہوں اور جب خطرہ دور ہو جاتا ہے تو میں جہاز کو کھینچ کر پھر سمندر کی سطح پر لے آتا ہوں۔"

پانچواں سیمان بولا: "جہاں پناہ! میں سیمان تیر باز ہوں۔ اللہ کے حکم سے میرا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔ میرے تیر کی زد میں آکر نہ کبھی، نہ پھرنج سکتے ہیں اور نہ جنگل میں پرنے والے ہاتھی اور بھیڑیے۔"

چھٹا سیمان بولا: "عالی جاہ! جب میرا بھائی سیمان تیر باز کسی چیز کو نشانہ بناتا ہے تو میں اس چیز کو زمین پر گر گرنے سے پہلے پکڑ لیتا ہوں۔ اگر کوئی چیز سمندر کی تہ میں ہو تو میں غوطہ مار کر اسے لے آتا ہوں۔"

ساتواں سیمان چپ سادھے کھڑا رہا۔ بادشاہ نے پوچھا: "تم کیوں خاموش کھڑے ہو،

کیا تمہیں کوئی فن نہیں آتا؟"

ساتواں سیمان شرمنا کر بولا: "حضور! میرا کام تو بہت ادا سا ہے۔ حضور عالی! میں سیمان سازندہ کہلاتا ہوں اور ساز بجا یا کرتا ہوں۔"

شہریار نے مسکرا کر کہا: "اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔ گانا بجانا اور لوگوں کا دل خوش کرنا بھی ایک فن ہے۔ جب کوئی تمہکا ماندہ شخص سستا رہا ہو اور تم گانا گائے گا کہ اس کا دل بہلاؤ یا کسی رنجیدہ اور افسردہ شخص کی افسردگی کو دور کر دو تو یہ بہت بڑی خدمت ہے۔"

اب سیمان سازندے کی ہمت بڑھی، وہ بولا: "میری بانسری کی آواز سن کر لوگوں پر مدد و ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ میں ایسی دھن بھی بجا سکتا ہوں، جس کی دھن پر لوگ ناچنا شروع کر دیں۔"

شہریار خوش ہو کر بولا: "تم سب بھائی باکمال ہو۔ میں تم سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اب تم سب میرے ساتھ چلو، تھکے میں تمہارا کمال دیکھوں اور تم لوگوں کو انعام و اکرام سے نوازاؤں۔"

ساتواں بھائی بادشاہ کے ساتھ اس کے محل میں پہنچے۔ شہریار نے سیمان لوہار کو لوہا، لکڑی، ایشیں اور سینٹ دیا۔ وہ مینار تعمیر کرنے لگا۔ کچھ دنوں میں اس نے بادلوں سے بھی اونچا مینار تعمیر

کر دیا۔ اس کے بعد سیمان دور بین، مینار پر چڑھا۔ اس نے دنیا میں ہونے والی ہر بات کو دیکھا اور سنا۔ جب وہ مینار سے نیچے اُترا تو اس نے شہریار کو ملک ملک کی خبریں سنائیں۔ کہیں ایک بادشاہ کسی دوسرے ملک پر چڑھائی کر رہا تھا تو کسی ملک میں لوگ جشن منا رہے تھے اور کسی ملک

میں لوگ فاقوں سے مر رہے تھے۔ اس کی نظر سے چھونے سے چھوٹا اقد بھی چھپا ہوا نہیں رہا تھا۔

سیمان جہازی نے لکڑی اور لوہے سے ایک عجیب و غریب کشتی بنا ڈالی، جو دیکھنے میں تو خوب صورت نہیں تھی، البتہ اس کی تیز رفتاری بے مثال تھی۔ جب کشتی ادھر ادھر تیرتی ہوئی پھر

رہی تھی، سیمان غوطہ خور نے کشتی کا اگلا حصہ پکڑ کر سمندر میں غوطہ مارا اور کشتی سمیت سمندر کی

تہ میں بیٹھ گیا۔ ایک گھنٹے بعد سیمان غوطہ خور سمندر سے باہر نکلا۔ اس نے دائیں ہاتھ سے کشتی کا اگلا حصہ پکڑا ہوا تھا اور بائیں ہاتھ میں ایک بہت بڑی پھلی تھی۔

سیمان تیر انداز نے ایک کمان بنائی۔ دور بہت اونچائی پر ایک عقاب اُڑ رہا تھا۔ سیمان تیر انداز نے چلا چڑھا کر تیر چھوڑا تو وہ سیدھا عقاب کے جا لگا۔ عقاب قلا بازیاں کھا کر زمین کی طرف گرنے لگا۔ چھٹا سیمان بکلی کی سی تیزی سے لپکا اور اس نے عقاب کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی پکڑ لیا۔

ساتویں سیمان سازندے نے بانسری منہ سے لگائی اور بجانے لگا۔ اس کی سریلی آواز نے سب پر جادو سا کر دیا۔ ہر شخص پر مدہوشی سی طاری ہو گئی۔ کافی دیر بعد جب بانسری کے جادو کا اثر ختم ہوا تو سب لوگوں کو ہوش آیا۔ شہر یار نے سیمان سازندے کو شاباشی دی۔

شہر یار نے کہا: ”میرے عقل مند اور بے مثال ہنرمند دوستو! میں نے تمہارے کمالات دیکھے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم میری ایک مشکل کو دور کر سکو گے۔ یہاں سے سات سمندر پار ایک جزیرہ ہے، جس کا نام بوستان ہے۔ میں نے سنا ہے، وہاں کی شہزادی نادرہ بے حد خوب صورت اور عقل مند ہے۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تم اس سلسلے میں میری مدد کرو۔“

سیمان دور بین بینار پر چڑھا۔ اس نے ہر طرف نگاہ دوڑائی اور اچھی طرح غور سے دیکھا۔ آخر وہ بینار سے نیچے اُتر آیا۔ اس نے کہا: ”عالی جاہ! میں نے بوستان جزیرہ دیکھ لیا ہے۔ وہاں کا بادشاہ بہت طاقت ور اور مغرور ہے۔ وہ ہیرے اور جواہرات کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی نادرہ بیٹھی ہے۔ واقعی وہ بہت خوب صورت ہے۔“

سیمان جہازی بولا: ”جناب عالی! آپ میرے ساتھ چلیے۔ میں آپ کو دس دن میں بوستان پہنچا دوں گا۔“

وزیر اعظم نے جلدی سے کہا: ”نہیں، نہیں، یہ بات بادشاہ سلامت کے لیے مناسب نہیں

ماہ نامہ ہمدرد نوں نہال ص ۲۸ فروری ۲۰۱۸ء

کہ وہ بوستان جزیرے میں جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ شہزادی نادرہ کو کسی طرح یہاں لے آؤ۔“ سب درباریوں اور خود بادشاہ نے وزیر اعظم کی رائے سے اتفاق کیا۔

سیمان سازندہ بولا: ”عالی جاہ! آپ کا حکم سر آ نکھوں پر۔“ ہمیں یقین ہے کہ ہم شہزادی نادرہ کو اپنے ساتھ لے کر واپس لوٹیں گے۔ آپ مہربانی فرما کر ہماری کشتی کو قیمتی ہیروں، موتیوں، کم خواب اور اطلس کے تھان اور قالینوں سے بھر دے دیجیے۔ پانچ بھائی میرے ساتھ چلیں گے اور دو بھائی آپ کے پاس رہیں گے۔“

شہر یار یہ سن کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ قیمتی ساز و سامان سے سیمان جہازیوں کی کشتی بھری جائے۔ اگلے دن پانچوں سیمان بھائی بادشاہ سے رخصت ہو کر جزیرہ بوستان کی طرف چلے۔ کشتی آدھی طوفان کی رفتار سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ سات دن رات سفر کے بعد کشتی بوستان کے جزیرے میں پہنچ گئی۔ شہزادہ گاہ پر زبردست پہرا لگا ہوا تھا۔ ایک محافظ نے بلند آواز سے کہا: ”تم لوگ جہاں ہو، وہیں ٹھہر جاؤ اور پھر بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟“

سیمان سازندہ بولا: ”ہم امن پسند تاجر ہیں۔ ہم دور دراز کے ملک ترکستان سے آئے ہیں۔ ہم قیمتی جواہرات اور ہیرے آپ کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اپنا قیمتی مال و اسباب فروخت کریں گے، پھر یہاں سے کچھ تیار چیزیں خریدیں گے اور اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں۔“

پانچوں سیمان بھائی ہیرے جواہرات اور قیمتی اشیاء کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے یہ چیزیں بادشاہ کو تحفے میں پیش کیں۔ ایسی قیمتی اور نایاب چیزیں بادشاہ نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ ہیرے جواہرات کی چکا چوند سے سب لوگوں کی آنکھیں چندھیا گئی جا رہی تھیں۔ ریشم اور زربفت کے تھان تو شہزادی کو ایسے پسند آئے کہ وہ بار بار ان پر ہاتھ پھیرتی اور خوش ہوتی۔

سیمان سازندے نے کہا: ”سرکار عالی! ان سے زیادہ خوب صورت ریشم اور خمل کے تھان

ماہ نامہ ہمدرد نوں نہال ص ۲۹ فروری ۲۰۱۸ء

ہماری کشتی کے اندر رکھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ہماری کشتی پر تشریف لے چلیں۔

آپ کی تشریف آوری ہمارے لیے بے حد خوشی اور عزت کا ذریعہ ہوگی۔“

شہزادی نادرہ، سیماں کی مودبانہ گفتگو سے بے حد خوش ہوئی۔ اس نے اپنے باپ سے کشتی پر جانے کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے کچھ دیر سوچ کر کہا: ”وزیر اعظم، سپہ سالار اور کچھ مسلح سپاہی تمہارے ساتھ ہی کشتی پر جائیں گے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی دشمن اس میں چھپا ہوا ہو اور وہ تمہیں نقصان پہنچائے۔“

شہزادی نادرہ مسلح سپاہیوں کے ایک دستے کی حفاظت میں کشتی میں داخل ہوئی۔ سپہ سالار اور وزیر اعظم اس کے ساتھ تھے۔ سیماں سازندے نے طرح طرح کے قیمتی کپڑوں کے تھان شہزادی کے سامنے کھول دیے۔ سیماں سازندے نے اشارہ کیا اور باقی سب سیماں وہاں سے باہر چلے گئے۔ تب سیماں سازندے نے ہانسریٹھ کالی اور بجانے لگا۔ اس کی آواز نے سب پر ایک جادو سا کر دیا اور وہ سب مدہوش ہو گئے۔ سب سیماں بھائیوں نے مل کر سپاہیوں، سپہ سالار اور وزیر اعظم کو باندھ کر کشتی کے ایک کیمن میں بند کر دیا۔ سیماں غوطہ خور نے کشتی کا اگلا حصہ پکڑ کر بکی لگائی اور کشتی کو ساتھ لے کر سمندر کی تہ میں پہنچ گیا۔ کنارے پر کھڑے ہوئے محافظوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ بادشاہ نے یہ منحوس خبر سنی تو اس نے سر پیٹ لیا۔ آنسوؤں کی لڑیاں اس کی داڑھی پر بہنے لگیں۔ اس نے کہا: ”یہ سب میری بد اعمالیوں اور غرور کا نتیجہ ہے۔ میری بیٹی، میری نور نظر، میں تمہارے بغیر کیسے زندہ رہوں گا۔“

ادھر یہ کشتی پھیلی کی طرح تیرتی ہوئی ساحل سے بہت دور کھلے سمندر میں پہنچ گئی۔ وہاں سیماں غوطہ خور اسے سمندر کی تہ سے نکال کر اوپر لے آیا۔ عین اسی وقت شہزادی کو ہوش آ گیا۔ اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور بولی: ”میں کہاں ہوں؟“

سیماں سازندے نے ہاتھ سینے پر رکھ کر کہا: ”شہزادی صلاب! آپ ہماری کشتی میں ہیں

اور ہم ترکستان کی جانب رواں دواں ہیں۔“

شہزادی نادرہ بدحواس ہو کر دروازے کی طرف چھینی اور زینے پھلانگتی ہوئی عرشے پر پہنچی۔ اس کی نگاہوں کے سامنے دور دور تک ٹھانٹیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ شہزادی نادرہ نے کوئی منتر پڑھا اور کوئچ بن کر ہوا میں اڑ گئی۔ سیماں تیر باز نے نشانہ باندھ کر تیر چلایا۔ کوئچ پھر پھڑکتی ہوئی سمندر میں گرنے لگی، لیکن سیماں برق رفتار نے اسے پکڑ لیا اور کوئچ کو کشتی کے عرشے پر رکھ دیا۔ کوئچ ایک چوہا بن گئی اور ایک سوراخ میں گھسنے لگی، لیکن اس دفعہ بھی سیماں برق رفتار نے اسے پکڑ لیا۔ آخر تھک ہار کر شہزادی نادرہ اپنے اصل روپ میں آ گئی۔

ایک دن بادشاہ سمندر کا نظارہ کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک سفید سی چیز آندھی طوفان جیسی تیز رفتاری سے کنارے کی طرف چلی آ رہی ہے۔ جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ تو سیماں جہازی کی کشتی ہے۔ اس کے سفید بادبان ہوا میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔ ذرا دیر بعد یہ کشتی ساحل پر آ گئی۔ شہریار استقبال کرنے کے لیے خود کنارے پر گیا۔ اس کے درباری، فوج کے جوان اور رعایا کے لوگ بھی ہزاروں کی تعداد میں کنارے پر جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے شہزادی نادرہ کشتی سے اُتری۔ واقعی وہ بے حد حسین تھی۔ اس کے بعد جزیرۂ بوستان کا وزیر اعظم نیچے اُترا۔ وہ لوگوں پر برس پڑا۔ اس نے شہریار سے بھی سخت احتجاج کیا۔ اس کے بعد سپہ سالار کشتی سے اُترا۔ اس نے جنگ کی دھمکی دی۔ پھر سپاہیوں کا دستہ کشتی سے اُترا تو وہ بے بس تھا، ورنہ شاید اسی وقت لڑا ہوا شروع کر دیتے۔ شہریار نے بہت نرم الفاظ میں معافی مانگی اور کہا: ”میرے معزز ساتھیو! اگر لوگوں کی مرضی نہیں ہے تو میں شہزادی نادرہ سے شادی پر ہرگز زور نہیں دوں گا اور آپ لوگوں کو پوری عزت کے ساتھ رخصت کر دوں گا۔ اگر بوستان کے بادشاہ مجھے اپنی دامادی میں لینا قبول کر لیں تو یہ میری بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی۔“

اس نے شہزادی، وزیر اعظم اور سپہ سالار کو ترکستان کی خوب سیر کرائی۔ ان کی بے حد

خاطر مدارت کی گئی۔ آخر وزیر اعظم نے محسوس کر لیا کہ واقعی شہزادی نادرہ کا شہر یار سے رشتہ بالکل موزوں رہے گا۔

سیمان بھائی ایک دفعہ پھر جزیرہ بوستان واپس پہنچے۔ وزیر اعظم اور سپہ سالار نے اپنے سفر اور ملک ترکستان کے متعلق سب باتیں تفصیل سے اپنے بادشاہ کو بتائیں۔ انھوں نے شہزادی نادرہ کا خط بھی دیا۔ شہزادی نادرہ نے شہر یار اور اس کے ملک کو بے حد پسند کیا تھا۔ بادشاہ نے شہزادی کا خط بار بار پڑھا، چوماور آنکھوں سے لگایا۔ آخر بادشاہ نے بھی شہر یار سے نادرہ کی شادی منظور کر لی۔ جب سیمان بھائیوں کی کشتی بندرگاہ پر لگی اور انھوں نے یہ اطلاع بادشاہ شہر یار کو سنائی تو وہ بے حد خوش ہوا۔ ملک میں جشن منایا گیا اور شہزادی نادرہ کی شادی بادشاہ شہر یار سے ہو گئی۔ ملک میں کئی روز تک خوشیاں منائی گئیں۔

ایک دن شہر یار نے ساتتوں سیمان بھائیوں کو طلب کیا اور ان سے کہا: "میں تمھاری اس خدمت سے بے حد خوش ہوں۔ میرے خزانے کا منہ تمھارے لیے کھلا ہے۔ جتنا دل چاہے سونا، چاندی، ہیرے اور جواہرات لے لو۔ اگر اس کے علاوہ بھی تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہے تو مجھ سے کہو۔ میں تمھاری ہر فرمائش پوری کرنے کو تیار ہوں۔"

سیمان بھائی ادب سے بولے: "سرکار! ہم غریب کسان ہیں۔ زرد جواہر کا بھلا ہم کیا کریں گے۔ نہ ہمیں سرکاری عہدوں کی ہوس ہے۔ ہماری ضروریات پوری کرنے کے لیے ہماری زمین ہی بہت کافی ہے۔ آپ اتنا کرم کیجیے کہ ہم سے زمین کا مالیا نہ (نیکس) نہ لیا جائے۔"

شہر یار نے اصرار کر کے انھیں بہت سی رقم اور قیمتی تحفے انعام میں دیے اور بہت مدت تک انھیں اپنے ہاں مہمان رکھا۔ آخر میں انھیں عزت سے رخصت کیا۔

(یہ کہانی اکتوبر ۲۰۰۴ء میں چھپی تھی)

تغزیت نامے

مرحوم مسعود احمد برکاتی کی شخصیت سے واقفیتی وادعیت ہمدرد نونہال کے ذریعے بچپن سے نصیب ہوئی۔ شہید حکیم محمد سعید کا اور ان کا ہمارے ساتھ بھرپور تعلق خاطر رہا، یعنی ہمارے دادا شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ بانی حقانیہ سے، ہم محترم کے ساتھ، مولانا شیخ الحق صاحب کے ساتھ، صرف یہی نہیں، بلکہ میری پشت میں تاجپڑ کے ساتھ مشفقانہ تعلق اس بات کا متقنی ہے کہ ہم آپ کے دکھ درد میں شریک رہے۔ مرحوم برکاتی صاحب نے ادارہ "ہمدرد" کو اپنی بھرپور خدمات سے نوازا۔ ان کی خدمات ادبی میدان میں بھی عیاں ہیں۔ ہمارا ادارہ حقانیہ، جماعت جمعیت علماء اسلام، تاجا جان مولانا شیخ الحق صاحب اور ہم سب آپ کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مولانا حافظ عرفان الحق حقانی (مفتلم جامعہ حقانیہ، اکوڑہ جنگ)

مسعود احمد برکاتی صاحب کے انتقال کے بارے میں جان کر بہت افسوس ہوا۔ اپنے کراچی قیام کے دوران میں نے ان سے ملاقات کی کوشش کی، لیکن فون پر رابطہ نہ ہو سکا۔ بیت الگت جاتے ہوئے ظہیر الدین صاحب نے بھی فون کیا، لیکن قسمت میں ملاقات نہیں تھی۔ ان کی وفات سے اردو ادب کا ایک عہد ختم ہو گیا ہے۔ بچوں کے ادب کے لیے ان کی ساٹھ سال سے زیادہ خدمات تھیں۔ دو ایک ادیب ہی نہیں ایک استاد اور نہایت شفیق اور وضع دار انسان بھی تھے۔ محمد شعیب مرزا (ایڈیٹر ماہ نامہ ہمدرد)

جناب مسعود احمد برکاتی صاحب کی وفات کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ مرحوم سے ہماری رفاقت گزشتہ کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ وہ انتہائی شفیق اور مادی طبیعت کے حامل تھے۔ ان کی گراں قدر تعلیم اور ادبی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ شوکت علی، (چیراڈائز نیکس اینڈ ڈسٹری بیوٹرز)

۱۹۵۲ء میں "ہمدرد" سے اپنا رشتہ جوڑنے والے سید مسعود احمد برکاتی نے ۲۰۱۷ء کی رات ادبی اجل کو لبیک کہا۔ "ہمدرد" سے ۱۵ سال دور رفاقت میں انھوں نے شہید پاکستان کے ساتھ ملی کر کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیے، اسے اگر ایک لمحے کے لیے فراموش بھی کر دیا جائے تو ان کا "ہمدرد نونہال" کے ساتھ اس قدر طویل رفاقت ان کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ غلام حسین مبین، حیدر آباد (قلم کار)

بچوں کی قدر آور شخصیت مسعود احمد برکاتی صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر انتہائی دکھ اور افسوس ہوا۔ برکاتی صاحب نے بچوں کے لیے نہایت سبق آموز کہانیاں لکھیں ہیں۔ ان کا انداز سادہ، آسان اور دل نشین تھا۔ وہ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت بھی کرتے تھے، اسی لیے بچے اور بڑے ان کی کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتے تھے۔ مسعود احمد برکاتی علم و ادب کی دنیا میں ایک چمکتے ستارے کی مانند تھے۔ دو اب ہم میں نہیں رہے، لیکن اپنی خدمات اور تحریروں کی بدولت زندہ رہیں گے۔ ظیل جبار، حیدر آباد (کہانی کار)

جناب مسعود احمد برکاتی صاحب کے انتقال پر مال کی اطلاع پا کر مجھے بہت صدمہ ہوا۔ یقیناً ہم ایک شفیق، مہربان اور قابل ہستی سے محروم ہو گئے ہیں۔ قادر مطلق ان کی روح پر اپنی سلامتی نازل فرمائے اور انھیں سکون عطا فرمائے۔ آمین۔ غزالہ نورانی، کراچی (مصورہ)

بندہ ناچیز نے نہیں ہک پر خبر پڑھی ہے کہ سید مسعود احمد برکاتی صاحب وصال فرما گئے ہیں تو ناچیز بھی آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

سنو! سید برکاتی اللہ کو پیارے ہوئے یارو

دعا ہے ان کی بخشش ہو، خدا کی ان پر رحمت ہو

محمد مشتاق مسین قادری، آزاد کشمیر (شاعر)

گلشن ہمدرد کے دلچسپ سایہ دار، جن کی آبیاری خود شہید حکیم محمد سعید کے ہاتھوں ہوئی۔ ۶۵ برس تک اس جن میں پھول گلیاں نچھاور کرتے رہے۔ آخر بارغ عدل کو کوچ کر گئے۔ شہید حکیم محمد سعید کے قریبی ساتھی معروف ادیب مسعود احمد برکاتی نو بہا ان ہمدرد کو خبر ہوا کہ گئے، ان کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔ بچوں کے ادب میں ان کی کاوشیں اور نظم سے ان کا لگاؤ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ امتیاز علی ناز، لاہور۔

اشعار میں انھیں مسعود احمد برکاتی کے انتقال پر مال کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ ہمیں اپنے ہر دل عزیز ایلہ میٹر کی وفات پر دل صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ عائشہ امین عبد اللہ، حیدر آباد۔

جناب مسعود احمد برکاتی صاحب کی وفات کی خبروں پر بچی بن کر گر گئی۔ کچھ بجھ میں نہیں آ رہا کہ ہم ان کے لیے کن الفاظ میں آپ سے اور تمام نو بہاؤں سے تعزیت کریں۔ حسن رضا سردار مصطفیٰ، کاموکی۔

مسعود احمد برکاتی صاحب کے انتقال کا سن کر بہت افسوس ہوا۔ مرحوم سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ بہت ہی مخلص اور اچھے انسان تھے۔ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ملتے تھے۔ موجودہ صدی کے بچوں کے بہت بڑے ادیب نے ادب میں بچوں کے لیے بہت کام کیا۔ اتنے بڑے ادیب اپنی ضعیف العمری کے باوجود ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت فردوس نصیب کرے۔ آمین۔ ریاض الدین منصور، ساکن۔

مسعود احمد برکاتی کے دنیا سے رخصت ہو جانے کا غم ہمناہ آسمان نہیں ہے، مگر انھیں اپنی حجاز میں اپنی پہلی بات میں ہمیشہ ہمارے لیے زندہ وہ دوا دہاں ہیں گے۔ اسے اللہ انہ انھیں جنت الفردوس کے اعلا مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ عاصمہ فرمین، کراچی۔

ہمدرد نو بہا جناب مسعود احمد برکاتی صاحب کا انتقال سے مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے ادارے کے کارکنان اور سارے اساتذہ Z انٹرنیشنل اسکول کی طرف سے تعزیت کرتے ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں ان کا مقام عطا فرمائے،

ان کے اہل خانہ، عزیز واقارب اور ساتھیوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کی جدائی قابل بیان ہے۔ ذیشان الطاف لوہیا (بانی و صدر Z انٹرنیشنل اسکول)

مسعود احمد برکاتی صاحب کے انتقال کی خبر سن کر ہم لوگ رنجیدہ ہو گئے۔ ہم سب نے ان کی لیے دعائے مغفرت کی۔ حکیم صاحب کے شہید ہونے کے بعد مسعود احمد برکاتی صاحب نو بہاؤں کے دوست اور ہمدرد تھے۔ اللہ! برکاتی انھیں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ عائشہ، ہانیہ، تہمید، کراچی۔

جناب مسعود احمد برکاتی صاحب کے وصال کی اندہ ہناک خبر سنی تو بوا دکھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو فریق رحمت کرے۔ بہت اچھے آدمی تھے۔ بچوں کے لیے انھوں نے بہت کام کیا۔ انھیں بھلا یا نہیں جاسکتا۔ برکاتی صاحب سے میری تین چار مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ ان سے ہر مرتبہ مل کر نہایت خوشی ہوئی۔ اللہ پاک ان کی لحد پر انوار کی بارش کرے۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان کی بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ خیر اندیش، افق، دہلی، لاہور جماعتی۔

ایک دوست کی طرف سے موبائل فون پر لکھا پیغام موصول ہوا، پڑھا تو غم سے آنکھیں اٹکھار ہو گئیں۔ مسعود احمد برکاتی کی وفات سے ادارہ ہمدرد میں جو غلا پیدا ہو گیا ہے، مدتوں تک پڑ نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت ان کی مغفرت کرے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ حکیم خاں حکیم، ایک۔

آج صبح خبروں میں مسعود احمد برکاتی کی وفات کا سن کر تو میں سکت ہی ہوئی۔ ان کی کہانیاں اور خیالات سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ ہر کہانی مزے دار ہوتی تھی۔ ان کی وفات کا سن کر مجھے بہت دکھ ہوا، مگر قدرت کے اصول تو اہل ہیں۔ ہمیں ان کے سامنے کھٹنے کھینچنے ہی پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اصح احمد، مظفر آباد۔

مسعود احمد برکاتی صاحب ہمارے رسالے کے ہر دل عزیز مدیر تھے۔ ان کے انتقال پر مال نے ہم سب نو بہاؤں کو دل گرفتہ کر دیا ہے۔ میں ان کی مغفرت کی دعا کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے، جنت الفردوس عطا کرے اور ان کے درجات بلند کرے آمین۔ عائشہ امین عبد اللہ، حیدر آباد۔

ہمارے دل عزیز انھیں نو بہاؤں کے ہمدرد جناب مسعود احمد برکاتی اس وار فانی سے رحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ ہمدرد نو بہا کے لیے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ برکاتی انھیں شہید پاکستان حکیم محمد سعید کے دیرینہ ساتھی تھے، انھوں نے اپنی تمام زندگی حکیم صاحب کے ہمدرد کے لیے وقف کر دی۔ مسعود احمد برکاتی نے ہر قدم نو بہاؤں کی رہنمائی کی اور حوصلہ بڑھایا۔ شکر یہ اچھا جہلم۔

ادیب بچوں کے تھے اور بڑوں کے تھے وہ معین بہت طویل ہیں خدمات اور جمیل و مسین خدا! پائیں ارم میں جگہ مسعود احمد تمام ہمہ قدروں ہی کے وہ رہے ہیں امین سید ذوالفقار مسین نقوی

سیچ کی راہ

جھوٹ کہو ، نہ چغلی کھاؤ
سیچ کی راہ پر چلتے جاؤ
پڑھنا ، لکھنا کام ہے اچھا
اس سے تم بس جی کو لگاؤ
پیار کرے جو پیارے نبی سے
اس سے عزت سے پیش آؤ
بھوکا جو انسان ملے تو
اس کو تم کھانا کھاؤ
ظلم کرے جب کوئی ظالم
اس کے خلاف آواز اٹھاؤ
نفرت کرنا ٹھیک نہیں ہے
سب سے محبت سے پیش آؤ
ہم سب کی اصلاح کرے جو
ایسی تم ایک بزم بناؤ
جو اقبال نے نغے کھے
شفیق ، انھیں تم گاتے جاؤ

نونہال ادب کی دل چسپ کتابیں

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کا شعبہ نونہال ادب نونہالوں کے لیے دل چسپ اور سبق آموز کہانیاں اور معلوماتی کتابیں شائع کرتا ہے۔ ان کی قیمتیں بہت کم رکھی جاتی ہیں۔ نونہال یہ کتابیں پڑھ کر ان سے سبق بھی حاصل کرتے ہیں۔ فرصت کے وقت مفید کتابیں پڑھیے اور معلومات بڑھائیے۔

نام کتاب	مصنف / مرتب	قیمت
سور و حزن	بیت الحکمہ	۴۰ روپے
پارو عم (مکمل)	بیت الحکمہ	۱۴۰ روپے
سب سے بڑے انسان (اردو)	حکیم محمد سعید	۵۰ روپے
سب سے بڑے انسان (پنجابوی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۷ روپے
سب سے بڑے انسان (گجراتی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۶ روپے
سب سے بڑے انسان (سندھی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۴ روپے
سب سے بڑے انسان (پنجابی ترجمہ)	حکیم محمد سعید	۷ روپے
نونہال دینیات (آٹھ کتابوں کا مکمل سیٹ)	حکیم محمد سعید	۱۸۵ روپے
نفوش سیرت (پانچ کتابوں کا سیٹ)	حکیم محمد سعید	۱۵۰ روپے
نفوش سیرت (پانچ کتابوں کا سیٹ سندھی میں)	حکیم محمد سعید	۳۰ روپے
کتاب دوستاں	حکیم محمد سعید	۵۰ روپے
تلاش امن	حکیم محمد سعید	۲۰ روپے
سعید سپون (سندھی ترجمہ)	مسعود احمد برکاتی / محبوب بلوچ	۸۰ روپے
خوب سیرت (مکمل سیٹ)	حکیم محمد سعید	۷۵ روپے
امت کی مائیں	حصین حسنی	۴۰ روپے
رسول اللہ ﷺ کی صابریاں	مولانا فضل القدر بوندوی	۴۵ روپے

نواب بہادر یار جنگ

نواب بہادر یار جنگ ایک ممتاز مسلمان رہنما تھے۔ آزادی کی تحریک کے دوران ان کی دل کش شخصیت کی وجہ سے مسلمان متحد اور یکجا رہتے تھے۔ وہ ایک پُر جوش مقرر تھے۔ اس صلاحیت کی وجہ سے مسلم لیگ کے بڑے رہنما انھیں پسند کرتے تھے، جن میں قائد اعظم محمد علی جناح اور شاعر مشرق علامہ اقبال شامل تھے۔

وہ تین تنظیموں مجلس اتحاد المسلمین، مسلم لیگ اور خاکسار تحریک کے مخلص کارکن تھے اور تینوں تنظیموں کے لیے انتخاب محنت کرتے تھے۔ ان کی خوبیوں اور نیک صفت ہونے کی وجہ سے حیدرآباد (دکن) کے نظام ان کی بہت قدر کرتے تھے۔

جدوجہد آزادی کے دوران انھوں نے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان امن اور محبت قائم رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ وہ تحریک آزادی اور آل انڈیا مسلم لیگ کے سچے اتحادی تھے، اس لیے مسلم لیگ کے لیے دیانت داری سے کام کرتے۔ انھوں نے قائد اعظم کے مترجم کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ وہ قائد اعظم کی تقریروں کا فوری ترجمہ کیا کرتے تھے۔ جس طرح قائد اعظم محمد علی جناح کی انگریزی تقریریں نہایت توجہ سے سنی جاتی تھیں، اسی طرح سے ان کی اردو تقریریں لوگ ذوق شوق سے سنا کرتے تھے۔

ان کا انتقال ۲۵ جولائی ۱۹۴۴ء کو ہوا۔ ۱۹۹۰ء میں پاکستان کے محکمہ ڈاک نے ’’آزادی کے رہنما‘‘ سیریز کے تحت ان پر یادگاری ٹکٹ جاری کیا تھا۔ ☆

نفرت کو مٹاؤ

اے۔ کیو۔ شاد

بچو! کبھی کسی کا ہرگز نہ دل دکھاؤ
مجبور و بے سہارا کا غم سدا مٹاؤ
بیزار زندگی سے انساں جو ہو چکے ہیں
ان کو بھی ساتھ لے کر نئے خوشی کے گاؤ
لاچار ہو کہ مفلس، اندھا ہو یا بھکاری
انساں سمجھ کے سب کو جینے کا حق دلاؤ
دیکھو! بُرا ہے بچو! ظنرا کسی پہ ہنسنا
غیبت دروغ گوئی سے خود بھی بچو، بچاؤ
الْبَحْصَن ہو، بے کلی ہو، دکھ درد ہو یا راحت
ہر حال میں ہنسو تم، ہر دقت مسکراؤ
دشمن ہزار ہوں گے، کوئی نہ دوست ہوگا
بنغض و حسد و کینہ دل میں کبھی نہ لاؤ
چھوٹے بڑوں کی خدمت اللہ کو ہے پیاری
اُلفت کا بیج بو کر نفرت کو تم مٹاؤ
بچو! بُری ہے عادت، پڑھنے سے جی چرانا
غفلت کو چھوڑ دو تم پڑھنے میں دل لگاؤ

خدمت کرو گے بے شک پڑھ لکھ کے تم وطن کی

اے شاد صدق دل سے یہ حلف تم اٹھاؤ

خوش ذوق نونہالوں کے پسندیدہ اشعار



بیت بازی

نہ تو زمین کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے
یہ جہاں ہے تیرے لیے، تو نہیں جہاں کے لیے
شاعر: ڈاکٹر عابد ساقی پند: طوئی ارشد، عظیم ہارہ
میری نظروں میں تو اسلام محبت کا ہے نام
امن کا، آشتی کا، مہر و محبت کا ہے نام
شاعر: مہندرسنگھ بیدی پند: ذوبہ عجاز، مگرچی
گزارے سات دن جو آستانے پر محمدؐ کے
گدا وہ ایک ہی بختے میں شاہ ہفت کشور ہو
شاعر: روپ کشور، سیہا بھادی پند: ماسکو مدنی، دھگر
اللہ سے مجبوری آداب محبت
گلشن میں رہے اور گلستاں نہیں دیکھا
شاعر: بکرمزاد آبادی پند: محمود نواز، عظیم آباد
نہیں تھی مجھ کو خبر یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوش ہمارا
جو چپ رہے گی زبان خنجر، ابو پکارے گا آستیں کا
شاعر: عظیم محمد اختر پند: شامک ڈی شان، غیر
میں دھوپ دھوپ مسافت میں جس کے ساتھ رہا
ذرا سی چھاؤں میں اس نے بھلا دیا مجھ کو
شاعر: محسن نقوی پند: آصف بوذدار، میر پور ماہیل
کبھی اس جرم پر سرکات دیے جاتے تھے
اب تو انعام دیا جاتا ہے ندراری پر
شاعر: سلیم کوثر پند: سیہا بھادی، مگرچی

ماہ نامہ ہمدرد نونہال فروری ۲۰۱۸ء ص ۲۰

برکت

عشرت جہاں



Rabbia SHEKH

رمضوبزری والے نے ٹھیلے کو جھاڑ پونچھ کر صاف کیا اور پھر ترتیب سے اس پر بنریاں
رکھنے لگا۔ لمبی سرخ گاجریں، سفید اور جاسنی شام، درمیان میں مٹر کی پھلیاں، گہرے جامنی رنگ
کے صاف چمک دار بیگن، جن کے سر پر تاج سجا تھا۔ ہلکے سبز رنگ کا گھیا کدو، دل لپانے والے
سرخ ٹماٹر، تازہ میٹھی اور پالک، غرض ٹھیلہ سبزیوں کی عجیب بہار دکھا رہا تھا۔ ہر ادھیا اور
سبز مرچیں اپنی موجودگی کا احساس دلارہی تھیں۔ تازہ صاف ستھری پھول گوبھی کھٹی پڑی تھی۔
سنہری پیاز، ادورک کی گانٹھیں اور لہسن کی کلیاں مسکرا رہی تھیں۔ کڑوے کریلے ترتیب سے رکھے
تھے۔ ہری ہری بھنڈیوں نے بھی اپنی جگہ بنا رکھی تھی اور پودینے کی خوشبو نے بھی سماں باندھ رکھا تھا۔

ماہ نامہ ہمدرد نونہال فروری ۲۰۱۸ء ص ۲۱



رمضو نے خوش ہو کر ٹھیلے پر نگاہ دوڑائی۔ ہرے بھرے ٹھیلے نے اسے مطمئن کر دیا۔ پھر اس نے سبزیوں پر پانی کا چھڑکاؤ کیا اور سبزیاں کھل اٹھیں۔ رمضو نے اللہ کا نام لیا اور ٹھیلہ آگے بڑھا دیا۔ ترازو کے ساتھ ہی کٹری کی صندوقچی رکھی تھی، جس میں چند نوٹ اور کچھ ریڑ گاڑی پڑی تھی۔

”آلو لے لو، پاک لے لو، ہریا ز ہے، پھول گو بھی ہے، لال لال نمائیں ہیں، سفید شاہجہ ہیں، گول والے بیٹن ہیں۔“ رمضو نے گلی سے نکلتے ہوئے آواز لگائی۔ ایک گلی سے دوسری گلی، دوسری سے تیسری گلی، غرض رمضو کا سفر جاری تھا، اسی طرح صدائیں بھی۔ رمضو نے اپنا ترازو اس طرز کا بنالیا تھا کہ بظاہر ہر تول پوری ہوتی، لیکن حقیقت میں وزن کم ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ رمضو دوسرے طریقوں سے بھی بے ایمانی کرتا تھا۔ دوپہر تک ٹھیلے کی آدھی سے زیادہ سبزی یک چکی تھی اور اس کے ساتھ ہی صندوقچی بھی چھوٹے بڑے نوٹوں اور سکوں سے بھر رہی تھی۔

رمضو دل ہی دل میں حساب کتاب کر کے خوش ہو رہا تھا، مگر صندوقچی میں موجود ”برکت“ بہت مایوس تھی۔ جب رمضو نے بے ایمانی کا پہلا سکہ صندوقچی میں ڈالا تو برکت دکھ سے چلا اٹھی، مگر حسب معمول رمضو بے خبر رہا۔ برکت سسکتی رہی۔ بے ایمانی کے چند نوٹوں نے آہستہ آہستہ برکت کو کھالیا۔ برکت ختم ہو گئی، لیکن رمضو کو خبر بھی نہ ہو سکی۔ شام ڈھلنے سے پہلے وہ گھر پہنچ گیا۔ خالی ٹھیلہ اس نے صحن کے ایک کونے میں کھڑا کیا اور صندوقچی بیوی کے حوالے کی اور خود نیوی چلا کر پاس پڑی چار پائی پر نیم دراز ہو گیا۔

”کل مال لانے کے لیے پیسے چھوڑ کر باقی اپنے خرچ کے لیے رکھ لو۔“ رمضو نے بیوی کو مخاطب کیا۔

بیوی پہلے ہی نوٹ اور ریڑ گاڑی الگ کر چکی تھی: ”ہونہہ، خرچ پورا نہیں ہوتا اتنے پیسوں

میں، بڑی مشکل سے گزارا کرتا پڑتا ہے۔ بچے دونوں بیمار پڑ گئے تھے۔“

”تو کیا کروں! سارا دن تو محنت کرتا ہوں، گلی گلی گھوم پھر کر جوتیاں چٹااتا ہوں، پھر بھی گھر کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔“ رمضو نے چوڑے پن سے جواب دیا۔

”میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ خیر و برکت ہی نہیں کسی چیز میں۔ ہر چیز میں سے برکت ختم ہو گئی ہے۔“ میاں کو غصے میں آتا دیکھ کر وہ دھیرے سے بولی۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ رمضو کی بے ایمانی کی وجہ سے برکت نہیں رہی تھی۔

”منہ گئی جو بڑھ گئی ہے۔ حکومت بھی کچھ نہیں کر رہی ہے۔ عوام بے چاری کیا کرے۔“

رمضو نے نیوی پر نظریں جمائے ہوئے تبصرہ کیا اور بیوی سر ہلاتے ہوئے کھانا نکالنے چل دی۔

☆☆☆

ماہ نامہ ہمدرد نوں نہال فروری ۲۰۱۸ء ص ۲۲

ماہ نامہ ہمدرد نوں نہال فروری ۲۰۱۸ء ص ۲۳

حقیقت

روہنسن سینوئیل گل



وہ شخص اپنی بات ختم کر کے کمرے سے نکلنے ہی والا تھا کہ شامل نے جلدی سے ایک ہی سانس میں کہہ دیا: ”سُنیے جناب! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان خاتون کو نہیں جانتا اور نہ میں ان کا بیٹا ہوں، لیکن حال ہی میں میری ماں کینسر کے باعث انتقال کر گئیں، یہ خاتون مجھے اپنی ماں جیسی لگیں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جب تک ان کے گھر والوں کا پتا نہیں چل جاتا، میں انھیں اپنی ماں کی طرح رکھوں گا۔ ان کا علاج بھی کرواؤں گا۔“

”جناب! آپ نے یہ بتا کر مجھے ایک بار پھر حیران کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بے چاری کو اپنا اصل بیٹا بھی یاد نہیں۔ اس نے آپ ہی کو اپنا بیٹا سمجھ لیا۔ اگر آپ انھیں

ماہ نامہ ہمدرد نوں نہال

۴۵

مکمل قدرتی تحفظ



مسواک تو تمہاری طبیعت کا حصہ ہے اور اسے طبیعت کے مطابق ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اس کا استعمال صرف دانتوں کی صفائی کے لیے نہیں بلکہ اس کا بڑا فائدہ اس وقت ہوتا ہے جب دانتوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کا استعمال دانتوں کی صفائی کے لیے ہی کرنا چاہیے۔

Hamdard



ماں سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیں تو اس نیکی کا اجر آپ کو اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ آج کل کے دور میں لوگ اپنے حقیقی والدین کو نہیں پوچھتے تو آپ کا یہ بڑا پن ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اٹھانے کو تیار ہیں۔“

جی بالکل میرے لیے یہ خوشی کی بات ہوگی کہ میں اپنی ماں کی طرح ان کی خدمت کر سکوں۔“

اس کے بعد انھوں نے مل کر چائے پی اور پھر وہ بوڑھی خاتون خوشی خوشی شام کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئیں۔

چند دنوں میں ہی شام کے گھر کا نقشہ بدل گیا۔ وہ گھر واپس آتا تو اس کو سب چیزیں اسی طرح ملتیں، جس طرح اس کی والدہ ترتیب سے رکھا کرتی تھیں۔ کھانا بھی

ماہ نامہ ہمدرد نوں ہال ۲۰۱۸ء فروری ۲۷



20
Recipes
Mix & Match



بیک پارلر کا ہے یہ کمال۔۔۔

بیف ہو یا مٹن یا چاہے چکن...
سب کے ایک منفرد انداز سے!
بیک پارلر 2-in-1 ریسی لائیں
اور عید کا دسترخوان سجائیں۔

www.bakeparlor.com

وقت پر تیار ہوتا۔ شائل بھی انھیں امی جان ہی کہتا اور اُن کی خوب خدمت کرتا۔ وہ کبھی کبھی یوں ہی اُداس اور غمگین سی ہو جاتیں تب شائل پوچھتا: ”امی جان! خیریت تو ہے، آپ اتنی اُداس کیوں ہو جاتی ہیں؟“

”نہیں، نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں، بس ویسے ہی اکیلے ہونے کی وجہ سے پریشان ہو جاتی ہوں۔“

”لیکن میں آپ کے پاس شام کو آتو جاتا ہوں۔ آپ کو اندازہ نہیں کہ جب میں اپنی والدہ کے بعد تنہا ہو گیا تھا تو یہ گھر کس قدر بے رونق اور اُداس معلوم ہوتا تھا؟ آپ کے آنے سے اس میں زندگی لوٹ آئی ہے۔ اس لیے میں آپ کی صحت اور طویل عمر کے لیے ہر وقت دُعا گو رہتا ہوں۔ میں آپ کو کھوکھو کر دو بارہ اُسی دکھ اور اذیت سے نہیں گزرنا چاہتا۔“

چند ہی ہفتوں میں ماں جی کی صحت بہت اچھی ہو گئی اور وہ ہر وقت خوش رہنے لگی تھیں۔ جہاں شائل کو اُن کی صورت میں والدہ مل گئی تھیں، وہیں اُن کو بھی شائل کی صورت میں فرماں بردار اور دیکھ بھال کرنے والا بیٹا مل گیا تھا، جس کی خدمت گزاری اور خلوص و محبت سے وہ بے حد خوش تھیں۔

شائل نہیں چاہتا تھا کہ اُس بوڑھی خاتون کے گھر والے یہاں تک پہنچیں، اس لیے اُس نے کبھی خاتون سے اُن کے ماضی کے حالات نہ گریڈ ہے۔ البتہ وہ اُن کی یادداشت کا باقاعدگی سے ایک بہت ہی اچھے معالج سے علاج کروا رہا تھا اور اب وہ کافی حد تک بہتر تھیں اور گھر کے تقریباً کبھی کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتی تھیں۔

کمپنی کے مالک نے ارسلان کو جب شائل کی ماتحتی میں ملازمت کے لیے بھیجا تھا تو

Hamdard

Sualin اور Suduri

کھانسی، نزلہ، زکام سے آرام تک

کھانسی، نزلہ، زکام کی دہر دوغیا اور داری ہو سکتی ہے۔ ہمدرد کی -عائین اور صدوری فوری تپاؤ کا موثر علاج ہے۔

شائل خوشی خوشی دوسرے ہی دن اُسے اپنے گھر لے گیا۔ وہیں پر اُس کی ملاقات شائل کی اس والدہ سے ہوئی اور اُسے ایک لمحے کو بھی احساس نہ ہوا کہ وہ شائل کی اصل والدہ نہیں ہیں۔

بعد میں جب اُسے یہ علم ہوا کہ شائل نے اپنی ماں کے علاج معالجے کے لیے آفس سے بھاری قرضہ وصول کیا اور اب باقاعدگی سے اُتارنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس بات کو نہ سمجھ سکا تھا کہ شائل کی ماں کینسر جیسے مرض کے بعد اتنی صحت یاب اور تن درست کس طرح ہو گئیں!

دوسری جانب وحید صاحب کی اس بات نے بھی اُسے حیرت میں ڈال دیا تھا کہ شائل کی والدہ کو فوت ہوئے چند ماہ گزر چکے ہیں اور تب اُس نے آفس سے چھٹیاں بھی لی تھیں۔ اگرچہ اس برانچ کو کافی نقصان کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ ارسلان سے رہا نہ گیا اور اُس نے اپنی دانست میں شائل کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔ وحید صاحب بھی شک میں مبتلا ہو کر چند لمحوں کے لیے سوچ میں پڑ گئے تھے۔

چند دنوں کے بعد ہی ارسلان نے وحید صاحب کو راضی کر لیا کہ آپ خود یہاں آئیں اور اس برانچ کا حال احوال معلوم کیجئے۔ سچ ہے کہ جب ایک بار شک کا بیج کسی ذہن میں بو دیا جائے تو وہ جلد اُگنے لگتا ہے اور گھنے درخت کی صورت اختیار کرتا جاتا ہے۔ رات کا وقت تھا، دروازے پر دستک ہوئی۔ شائل نے دروازہ کھولا تو ہکا بکا رہ گیا، سامنے وحید صاحب ارسلان کے ساتھ کھڑے تھے۔

”سر! آپ؟“

ارسلان کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔ وہ لمحہ آ پہنچا تھا کہ شائل کی پول

کھل جاتی اور ارسلان کو شائل کا عہدہ مل جاتا۔ اپنی آمد کی پہلے اطلاع نہ دینے کا مقصد یہی تھا کہ کہیں شائل اپنی والدہ کو کسی عزیز رشتے دار کے ہاں نہ بھیج دے۔

شائل نے خوشی سے دونوں کو اندر آنے کی دعوت دی اور پھر اُن کی خاطر تواضع میں مصروف ہو گیا۔ وحید صاحب نے ارسلان کی جانب معنی خیز نگاہوں سے دیکھا اور پھر شائل کو مخاطب کر کے بولے: ”شائل! مجھے تمہاری والدہ کے انتقال کا بہت افسوس ہوا تھا۔ میں کسی کام سے اس شہر میں آیا تو سوچا کہ دیکھتا چلوں، تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں ہے!“

”سر! میں آپ کے احسانات کا پہلے ہی بے حد ممنون ہوں۔ آپ نے ہر مشکل میں میرا ساتھ دیا۔ میری والدہ کی بیماری کا تمام عرصہ واقعی کٹھن تھا، مگر آپ نے میری ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ میں آپ کا یہ احسان ہرگز نہیں بھولوں گا۔ آپ مجھے ہمیشہ وفادار پائیں گے۔“

ارسلان بولا: ”شائل صاحب! جب آپ نے میری دعوت کی تھی تو تب آپ کی والدہ حیات تھیں؟“

شائل مسکراتے ہوئے کہنے لگا: ”بس یہ بھی قدرت کا کرشمہ ہے، خدا نے مجھے ایک بے یار و مددگار ماں سے ملوایا، جس کو بیٹے کی ضرورت تھی اور مجھے ماں کی۔“ یہ کہتے ہوئے اُس نے باورچی خانے کی جانب منہ کر کے بلند آواز سے کہا: ”امی جان! آئیں، میں آپ کو اپنی کپنی کے مالک سے ملواؤں۔“

شائل کی والدہ چائے، نمکو اور بسکٹ میز پر سجانے کے بعد وہیں سوئے پر بیٹھ گئیں۔ انھوں نے وحید صاحب کی جانب گھور کر دیکھا۔ وحید صاحب تو پہلے ہی ٹھٹھک گئے

تھے۔ ارسلان نے ماں جی سے پوچھا: ”ماں جی! کیا شامل آپ ہی کا بیٹا ہے؟“
انھوں نے ایک نگاہ وحید پر ڈالی اور پھر مسکراتے ہوئے شامل کو دیکھا اور کہا:
”ہاں، یہی تو میرا پیارا بیٹا ہے۔“

ارسلان کا دل ایک بار پھر تیز تیز دھڑکنے لگا۔ وہ وحید صاحب کو جتنا ناچاہتا تھا کہ
سر! میں نے کہا تھا ناں کہ شامل کی والدہ ماشاء اللہ حیات ہیں۔

وحید صاحب بچے دل سے بے چینی سے پہلو بدلتے رہے۔ انھوں نے چاہے بھی
نہیں پی۔ جب وہ جانے لگے تو دروازے کے قریب پہنچ کر ماں جی نے سرگوشی کے انداز
میں وحید صاحب سے کہا: ”بیٹا! مجھے اُمید ہے کہ تُو اپنی بیوی کے ساتھ بہت خوش ہوگا۔
بہو تو کچھ زیادہ ہی خوش ہوگی۔ سسئی نے تجھے شرمندگی سے بچانے کے لیے ان دونوں پر یہ
حقیقت ظاہر نہیں ہونے دی۔ ویسے بھی میں اب کبھی بھی اُس گھر میں واپس نہیں جاؤں گی،
جہاں سے مجھے دردِ گرد دیا گیا تھا۔ میں نے تو صدے کے باعث اپنی یادداشت ہی کھودی
تھی، بیٹے شامل نے مجھے دوبارہ سے نئی زندگی بخشی۔ تُو اپنی دنیا میں خوش رہ۔ مجھے وہ
بیٹا مل گیا، جسے میری ضرورت اور جس کے دل میں ماں کی قدر تھی۔“

وحید صاحب ہاتھ ملتے ہوئے، بے بسی کے عالم میں پُر نرم آنکھوں کے ساتھ وہاں
سے رخصت ہوئے۔ آج ماں نے اپنے بیٹے کو دھتکار دیا تھا۔

ارسلان اُن کے ہمراہ گاڑی میں بیٹھے ہوئے بولا: ”سر! آپ بالکل خاموش
ہو گئے! آپ نے دیکھا نہیں کہ وہ خاتون کہہ رہی تھیں کہ شامل اُن کا اصل بیٹا ہے، مگر شامل
کس قدر صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا۔ مجھے تو بے حد حیرانی ہوئی ہے۔ سر! آپ کچھ

پریشان سے ہیں؟“

وحید صاحب کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، مگر اندھیرے میں ارسلان
دیکھ نہیں پایا۔

چند روز بعد شامل کو وحید صاحب کی جانب سے ایک لیٹر موصول ہوا، جس میں والدہ
کے علاج کے لیے حاصل کردہ قرضہ معاف کر دیا گیا اور اُس کی تنخواہ بھی دُگنی کر دی تھی۔
شامل اتنی مہربانی کے پیچھے چھپا راز کبھی نہ جان سکا۔ ادھر ارسلان اس معنی کو آج تک سلجھا
نہیں پایا کہ بازی کیسے پلٹ گئی اور وحید صاحب نے بھی اُسے کبھی اصل حقیقت نہ بتائی۔ ☆

گھر کے ہر فرد کے لیے مفید ماہنامہ ہمدرد صحت

صحت کے طریقے اور بچنے کے طریقے سکھانے والا رسالہ
• صحت کے آسان اور سادہ اصول • نفسیاتی اور ذہنی اُبھٹیں
• خواتین کے صحتی مسائل • بڑھاپے کے امراض • بچوں کی تکالیف
• جُزی بوٹیوں سے آسان فطری علاج • غذا اور غذائیت کے بارے میں تازہ معلومات
ہمدرد صحت آپ کی صحت و مسرت کے لیے ہر مہینے قدیم اور جدید
تحقیقات کی روشنی میں مفید اور دل چسپ مضامین پیش کرتا ہے
رنگین ماسکسل --- خوب صورت گٹ اپ --- قیمت صرف ۴۰ روپے
ایچھے بک اسٹالز پر دستیاب ہے
ہمدرد صحت، ہمدرد سینٹر، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد، کراچی

صادقین - عظیم مصور

نسرین شاہین

پاکستان کے شہرہ آفاق مصور و خطاط صادقین کا پورا نام سید صادقین احمد نقوی تھا۔ وہ ۲۰ جون ۱۹۳۰ء کو امر وہہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید سبطین احمد نقوی کا شمار امر وہہ کے معزز اور باوقار لوگوں میں ہوتا تھا۔

صادقین نے ہائی اسکول تک تعلیم امام المدارس ہائی اسکول (موجودہ امام المدارس انٹر کالج) امر وہہ میں حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں آگرہ یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

صادقین کا مزاج بچپن ہی سے مصوری کی طرف مائل تھا، یعنی وہ پیدائشی مصور تھے۔ ان کے مزاج میں جدت پسندی اور نیا پن تھا۔ انھیں مصوری سے اس قدر لگاؤ تھا کہ محلے کے گھروں کی کوئی دیوار ایسی نہ تھی جو صادقین کی تختہ مشق نہ بنی ہو۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ڈاکٹر محمود الرحمن نے اپنے مضمون "صادقین، ان کہی کہانی" میں تحریر کیا ہے، جو صادقین کے والد نے بتایا:

"صادقین پڑھنے لکھنے میں بالکل جی نہیں لگاتا تھا۔ ہر وقت درو دیوار پر کونے سے الٹی سیدھی لکیریں بناتا رہتا تھا۔ گھر کی تمام دیواریں اس کی سیاہ لکیروں سے بھر گئیں تو محلے کی دیواریں تختہ مشق بن گئیں۔ محلے کے لوگ میرا خیال کر کے کچھ نہیں کہتے تھے۔ مجھے صادقین کی اس حرکت پر بہت غصہ آتا تھا۔ اسکول والوں نے مجھے اسکول کی تمام دیواریں اور دروازے دکھائے اور کہا کہ صادقین اب حد سے بڑھ چکا ہے۔ جب شام کو

میاں صادقین اسکول سے واپس آئے تو میں نے اس کی خوب ہرمت کی اور اس قدر مارا کہ وہ ادھ موا ہو گیا۔"

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ایک مرتبہ صادقین کے والد اپنے بیٹے سے ملنے پیرس گئے تو صادقین کا پتا جو انھوں نے لکھ کر اپنے بٹے میں رکھ لیا تھا، کہیں راستے میں کھو گیا، لیکن پیرس میں صادقین کی اتنی شہرت تھی کہ ایئر پورٹ کے افسران نے ان کے والد کو صادقین کے ٹھکانے تک پہنچا دیا۔

صادقین کی تصاویر کی سب سے پہلی نمائش ۱۹۵۴ء میں پاکستان میں ہوئی۔ یہیں سے صادقین کے فن نے ان کو شہرہ آفاق شخصیت بنا دیا۔ کونہ میں ہونے والی ان کی تصاویر کی پہلی نمائش کے بعد فرانس، امریکا، مشرقی یورپ، مشرق وسطیٰ اور دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی ایسی نمائشیں منعقد ہوئیں۔ صادقین نے قرآن الکریم کی آیات کی جس مؤثر، دل نشیں اور قابل فہم انداز میں خطاطی کی، وہ صرف انہی کا خاصہ ہے، خاص طور پر سورہ رحمن کی آیات کی خطاطی کو پاکستانی قوم اپنا سرمایہ افتخار سمجھتی ہے۔

صادقین نے بہت جلد اپنی منفرد خطاطی اور مصوری کے جھنڈے گاڑ دیے۔ خاص طور پر انھوں نے دیوار گیر مصوری (میورلز) کے نمونوں سے عالمی شہرت پائی، جن کی تعداد کم و بیش ۳۵ ہے۔ پہلا میورل کراچی انٹر پورٹ پر بنایا، اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، فریئر ہال کراچی، لاہور میوزیم، پنجاب یونیورسٹی، کاکول اکیڈمی ایبٹ آباد، ایوان صدر، مقبرہ ٹیپو سلطان، فیصل مسجد اسلام آباد، اسٹاف کالج کونہ، منگا ڈیم، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، بنارس ہندو یونیورسٹی، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیولوجیکل سائنسز،

اسلامک انسٹی ٹیوٹ، دہلی اور ابوظہبی پاور ہاؤس کی دیواروں پر سچے میوزن شائقین فن کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

صادقین نے غالب اور فیض احمد فیض کے منتخب اشعار کی منفرد انداز میں خطاطی اور تشریحی مصوری پیش کی، جو انہی کا خاصہ ہے۔ صادقین کی معرکتہ آرا خطاطی کے اعتراف میں انھیں فرانس، آسٹریلیا اور دیگر ملکوں کی حکومتوں کی جانب سے اعزازات سے نوازا گیا۔ مارچ ۱۹۷۰ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے ان کی خدمات کے اعتراف میں انھیں ”تمغہ امتیاز“ سے نوازا گیا۔ پھر ۱۹۸۵ء میں انھیں ”ستارہ امتیاز“ دیا گیا۔ آل پاکستان نیشنل ایگریڈیشن میں انعام حاصل کیا۔ اس کے بعد فرانس کی انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کی دعوت پر فرانس گئے اور پاکستان کا نام روشن کیا۔

فن مصوری کے ساتھ ساتھ صادقین کو شعر و سخن میں بھی کمال حاصل تھا۔ انھوں نے ڈیڑھ ہزار رباعیاں لکھیں، جنہیں بے حد پسند کیا گیا۔

زندگی کے آخری دنوں میں جب وہ فریئر ہال کی دیوار پر مصوری میں مصروف تھے کہ اچانک گر پڑے اور ۱۰ فروری ۱۹۸۷ء کو کراچی کے ایک اسپتال میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ یوں دنیائے مصوری کی عہد ساز شخصیت، لاثانی خطاط اور پسندیدہ شاعر صادقین کے فن کا سنہری دور اپنے اختتام کو پہنچا۔ سخی حسن کراچی کے قبرستان میں صادقین کی آخری آرام گاہ ہے۔

☆☆☆

بھیرے کے کان

فضیلہ ذکا بھٹی

یہ ان دنوں کی بات ہے جب جانور اور انسان ایک جیسی بولی بولتے اور ایک دوسرے کی بات، بخوبی سمجھ لیتے تھے۔ ایک کچھوا اور گہری اچھے دوست تھے۔ بہت سے لوگوں کے لیے ان کی دوستی عجیب تھی، اس لیے کہ دونوں جانوروں میں کوئی بات ایک جیسی نہیں تھی۔ تاہم کچھوا اور گہری اچھی طرح سے جانتے تھے کہ ہم دونوں میں بہت سی عادتیں ملتی جلتی ہیں۔

ایک یہ کہ دونوں کو کسی معاملے میں جلدی نہیں ہوتی، دوسرا یہ کہ انھیں بیر کھانا پسند ہے۔ جب وہ بیر کے درخت کے قریب جاتے تو گہری درخت پر چڑھ جاتی اور عمدہ کپے ہوئے بیر کٹر کٹر کر کھانے لگتی، پھر جب اس کا پیٹ بھر جاتا تو وہ بیر شاخوں سے توڑ کر نیچے گرانا شروع کر دیتی، کچھوا جو نیچے منہ اٹھائے کھڑا ہوتا۔ وہ ان بیروں کو کھانا شروع کر دیتا۔ اسے بھی ریلے اور بیٹھے بیر بہت پسند تھے۔

ایک روز کچھوا بیر کھارہا تھا کہ ایک بھیریا دہاں آ گیا۔ کچھوے کو بیر کھاتے دیکھا تو اس نے خود بھی بغیر محنت بیر کھانے کا منصوبہ بنایا۔ وہ دبے قدموں کچھوے کی پشت پر پہنچ گیا۔ جب گہری نے اوپر سے بیر گرایا تو کچھوے نے اپنا منہ کھول دیا اور آنکھیں بند کر لیں، مگر بیر اس کے منہ میں نہیں گرا، اس لیے کہ بھیرے نے اچھل کر اس بیر کو اپنے منہ میں لے لیا۔ جب کئی بیر بھیرے کے منہ میں پہنچ گئے تو کچھوا، گہری پر خفا ہونے لگا۔ گہری اوپر سے بھیرے کی کارستانی دیکھ رہی تھی۔ اس نے کچھوے سے تو کچھ نہیں کہا، البتہ بھیرے

کو سبق دینے کے لیے ایک بہت بڑا بیر توڑا اور اسے درخت سے گرا دیا۔ بھیڑیا پہلے کی طرح اچھا اور اس نے بیر کو اپنے منہ میں لے لیا، لیکن وہ بیر چوں کہ بڑا تھا اور پوری طاقت سے گرا تھا، اس لیے وہ سیدھا اس کے حلق تک چلا گیا اور وہاں جا کر پھنس گیا۔ بھیڑیے نے بہت کوشش کی، مگر وہ بیر اس کے حلق سے نہ نکلا اور سانس بند ہونے کی وجہ سے وہ مر گیا۔

تھوڑی دیر بعد کچھوے نے آنکھیں کھولیں تو بھیڑیے کو مردہ پایا، اس کی سمجھ میں ساری بات آگئی کہ بیر کہاں جا رہے تھے اور وہ بھوکا کیوں رہ گیا۔ اس نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا: ”تم نے گلہری کی محنت سے فائدہ اٹھا کر اپنا پیٹ بھرنا چاہا اور اس سے اجازت نہیں لی، تمھاری یہی سزا ہونی چاہیے تھی۔“

اس زمانے میں دستور تھا کہ فاتح، مفتوح کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ کچھوے نے بھیڑیے کے دونوں کان کاٹ لیے اور انھیں گھیر لایا۔ اب اگر اسے کوئی چیز کھانی ہوتی تھی تو وہ بھیڑیے کے کانوں سے چھچھے کا کام لیتا تھا۔ اس زمانے میں جانور بھی مہمان نواز اور مہذب ہوا کرتے تھے۔ جب کوئی مہمان اس کے گھر آتا تو وہ اس کی خوب تواضع کرتے۔ اس زمانے میں کارن سوپ جانوروں کو بہت پسند تھا۔ وہ اپنے گھروں میں ایک ہانڈی میں سوپ پکاتے رہتے اور جب کوئی مہمان آتا تو اس سوپ سے اس کی تواضع کرتے۔

کچھوے اپنے دوستوں کے گھر جاتا اور جب اسے سوپ پیش کیا جاتا تو وہ بھیڑیے کے کان نکالتا اور ان سے سوپ پینا شروع کر دیتا۔

سب چونک جاتے کہ وہ کتنا بڑا فاتح ہے کہ اس نے بھیڑیے کو ہلاک کیا اور اب اس

کے کانوں سے سوپ پیتا ہے۔ جب دوسرے بھیڑیوں نے یہ بات سنی تو انھیں بہت غصہ آیا۔ یہ سراسر ان کی توہین تھی۔ کچھوے ایک ریگنے والا ادنا جانور بھیڑیے کے کانوں سے سوپ پی رہا تھا۔ انھوں نے تمام بھیڑیوں کا اجلاس بلا لیا اور یہ طے کیا کہ وہ لکڑیاں جمع کر کے خوب آگ دہکا دیں گے اور کچھوے کو اس میں ڈال دیں گے۔

اگر کچھوے فاتح بنتا ہے تو اس آگ میں سے نکل کر دکھائے۔ کچھوے بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا: ”ٹھیک ہے، مجھے تم اسی آگ میں ڈال دو، میں اپنے چوڑے پاؤں استعمال کر کے اس میں سے نکل آؤں گا۔ اس سے پہلے کہ شعلے مجھے جھلسائیں، میں اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔“

سب بھیڑیے ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ ایک بوڑھا اور دانش ور بھیڑیا بولا: ”ہم کچھوے کو آگ میں نہیں ڈالیں گے، بلکہ آگ پر کچنی مٹی کی ہانڈی چڑھائیں گے، پھر پانی جب خوب گرم ہو جائے گا اور کھولنے لگے گا تو کچھوے کو اس میں ڈال دیں گے۔“

”ہاں، تم لوگ جلدی سے ایسا کرو۔“ کچھوے نے رضامندی ظاہر کر دی: ”اس سے پہلے کہ پانی کھولنے لگے اور میری کھال کو نقصان پہنچائے، میں اپنے فولاد دی پاؤں سے ہانڈی توڑ کر باہر آ جاؤں گا۔“

بھیڑیے بہت مایوس ہوئے اور سر جوڑ کر پھر صلاح مشورہ کرنے لگے۔ انھیں اپنا منصوبہ ناکام ہوتا نظر آیا۔ تو پھر دوسری ترکیب سوچی گئی کہ کچھوے کو دریا تک لے جا کر اسے بہت گہرائی میں پھینک دیا جائے۔ سب بھیڑیے دریا کی چاروں طرف کھڑے ہو جائیں اور کچھوے جب تک ڈوب نہ جائے، وہیں کھڑے رہیں۔

یہ سن کر کچھوا رونے لگا اور بولا: ”مجھے دریا میں مت پھینکو۔ میں ڈوب کر مرنا نہیں چاہتا۔“

بھیر یوں نے اسے دبوچ لیا اور دریا پر لے جا کر خوب گہرائی میں پھینک دیا۔ پانی میں ایک چٹان تھی، کچھوے کی پیٹھ اس سے ٹکرائی تو کئی جگہوں سے چٹخ گئی۔ اس کے بعد وہ اُچھل کر پانی میں جا پڑا۔ کچھوے تو دریا ہی میں رہتے ہیں، پانی ان کے لیے کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ اس لیے کچھوا تیرتا ہوا ڈوسرے کنارے تک پہنچ گیا۔ دوسرا کنارہ بہت دور تھا اور بھیر بے وہاں نہیں تھے۔ چٹان چہ وہ اسے نہ دیکھ سکے۔

کچھوے نے اپنی پیٹھ کی طرف دیکھا تو اسے رونا آ گیا۔ اس لیے کہ اس کی پیٹھ جو تھوری دیر پہلے خوب صورت اور چمکی تھی، اب وہ کئی جگہوں سے چٹخ چکی تھی اور اس پر بہت سی دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ جنگل کی طرف گیا اور چند جڑی بوئیاں جمع کر کے مرہم بنایا اور اسے اپنے زخموں پر لگا تا رہا۔ جڑی بوٹیوں نے کام کر دکھایا اور اس کے زخم ٹھیک ہو گئے۔ وقت گزرتا رہا، کچھوؤں کی کئی نسلیں گزر گئیں، لیکن ان کی پیٹھ پر پڑے ہوئے نشانات دور نہ ہوئے۔ ان بے ترتیب نشانات کو تم اب بھی کچھوے کی پیٹھ پر دیکھ سکتے ہو۔

ایک اور دل چسپ بات، وہ یہ کہ چو کہ کچھوا بھیر پے کے کانوں کو سوپ پینے کے لیے تچے کے طور پر استعمال کیا کرتا تھا، چٹان چہ قدرت نے ان کے کان بالکل تچے کے جیسے ہی کر دیے۔ یقین نہ آئے تو کسی بھیر پے کے گھر جا کر اس کے کان پکڑ کر دیکھ لو۔ بالکل تچے جیسے ہی دکھائی دیں گے۔

☆☆☆

زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیے اور اچھی اچھی مختصر تحریریں جو آپ پڑھیں، وہ صاف نقل کر کے یا اس تحریر کی نوک کانپیں بھیج دیں، مگر اپنے نام کے علاوہ اصل تحریر لکھنے والے کا نام بھی ضرور لکھیں۔

علم در تپچے

اللہ کی نشانی

انہیں دیتے ہیں، جو دیکھی ہوتے ہیں اور آپ کو ان دیکھی لوگوں سے کوئی دنیاوی مطلب بھی نہیں ہوتا۔ آپ اپنی خوشیوں کا گلا گھونٹ کر جب پریشان حالوں کی مدد کرتے ہیں تو خوشی خود بخود آپ کی طرف سفر شروع کر دیتی ہے۔ کوئی چیز آپ کو اتنی خوشی نہیں دے سکتی، جو خوشی آپ کو کسی روتے ہوئے کی مسکراہٹ دے سکتی ہے۔

انسان اور آدمی

مرسلہ : محمد معین انصاری، کراچی
ایک بوڑھا آدمی روز چراغ لے کر سڑک پر آنے جانے والوں کے چہروں کو غور سے دیکھتا تھا۔ ایک روز بوڑھا آدمی اپنے معمول کے مطابق چراغ لے کر سڑک پر سب آنے جانے والوں کے چہروں کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ ایک آدمی اس کے پاس آیا اور بولا: ”آپ روز چراغ لے کر

مؤلف : مولانا ارسلان بن اختر
انتخاب : محمد طلحہ خان، جگہ نامعلوم
اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر ذرا غور کیجیے کہ اللہ نے دنیا کے تمام انسانی ہاتھ پیر کی انگلیوں کے نشانات الگ الگ بنائے ہیں۔ دنیا میں اربوں انسان رہتے ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے سب کی انگلیوں کے نشان علاحدہ علاحدہ بنائے ہیں۔ اگر ان انگلیوں کی کھال اتار دی جائے تو یہ مخصوص نشان دوبارہ ظاہر ہو جاتے ہیں، سبحان اللہ۔

خوشی کیا ہے؟

تحریر : اشفاق احمد

مرسلہ : محمد نواز راجپوت، جگہ نامعلوم
خوشی ایسے میسر نہیں آتی کہ کسی فقیر کو چند سکے دے دیے۔ خوشی تب ملتی ہے جب آپ اپنی خوشیوں میں سے وقت نکال کر

کس کو تلاش کرتے ہیں؟“

بوڑھا بولا: ”میں انسان کو تلاش کر رہا ہوں۔“

وہ آدمی ہنسا اور بولا: ”یہ سب جو تمہارے ارد گرد ہیں، انسان ہی تو ہیں۔“

بوڑھا بولا: ”یہ سب آدمی ہیں۔ انسان اسے کہتے ہیں، جس میں انسانیت

ہوتی ہے اور یہ تعداد میں بہت ہی کم ہیں۔“

ملک ملک کی کہاوتیں
مرسلہ: حمیرا خاتون، فاضل

☆ عمدہ دوا اکثر کڑوی ہوتی ہے۔
(چاپانی کہاوت)

☆ نیند آدمی غذا کا کام کرتی ہے۔
(سوڈانی کہاوت)

☆ نصیحت ایسی چیز ہے جس کی عقل مندوں کو ضرورت نہیں اور بے وقوف اسے قبول نہیں کرتے۔
(عربی کہاوت)

☆ سستی چیز اچھی نہیں ہوتی اور اچھی چیز سستی نہیں ہوتی۔
(چینی کہاوت)

☆ کپڑے کو کاٹنے سے پہلے سات بار

ناپ لو، کیوں اسے کاٹنے کا ایک ہی موقع ملتا ہے۔
(روسی کہاوت)

☆ بیماری تیز رفتار گھوڑے کی طرح آتی ہے اور سست رفتار کچھوے کی طرح واپس جاتی ہے۔

(ترکی کہاوت)

کیمرا کس نے ایجاد کیا؟
مرسلہ: وقاص انیس، لاہور

آج کل کے جدید دور میں بغیر کیمرے کے زندگی نامکمل سی لگتی ہے۔

شناختی کارڈ سے لے کر زندگی کے ہر شعبے میں تصویر اور کیمرے کا استعمال ضروری ہو چکا ہے۔ ہمارے معاشرے میں فوٹو گرافی

کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ خاص طور پر

نوجوانوں میں فوٹو گرافی بطور مشغلہ بے حد مقبول ہو چکا ہے۔ اس سے ہم خوب صورت

لحاحات کو یادگار کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تصویر کی شکل میں محفوظ کر سکتے ہیں۔

کیمرے کا خیال سب سے پہلے ایک

مسلمان سائنس دان ابن الہیثم کے ذہن

میں آیا تھا، جو عراق کے شہر بغداد میں رہتے ہیں۔ ”کتاب المناظر“ ان کی مشہور کتاب

ہے، جس میں انھوں نے کیمرے کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

ان کی یہ کتاب یورپ کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے نصاب میں آج بھی

شامل ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ آج بھی بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ

کیمرے کے تصور کا اصل بانی کون تھا۔ ہمیں چاہیے کہ مسلمان سائنس دانوں

کی زندگی کے بارے میں پڑھیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انسانیت کی

فلاح و بہبود کے لیے مزید کام کریں۔

معلومات
مرسلہ: قاضی ایوب خان، انک

☆ دنیا میں گلاب کی سات سو چھیانوے

اقسام پائی جاتی ہیں۔

☆ دنیا میں سب سے زیادہ ریشم چین میں

جس کی لمبائی چار ہزار ایک سو ساٹھ میل ہے۔

☆ دنیا کے سب سے گہرے دریا کا نام

امیزون ہے۔

☆ دنیا کا سب سے تیزی سے بڑھنے والا

درخت بانس ہے۔

☆ شطرنج کا کھیل ڈیڑھ ہزار سال سے

جاری ہے۔

اللہ کی رضا

تحریر: میاں امجد علی امجد

مرسلہ: محمد عبدالحماس، کراچی

☆ ایک ہار عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے

کچھ قیدیوں کو معاف کر کے انھیں رہا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے قیدیوں کی

فہرست پر نگاہ ڈالی۔ اس کی نظر اپنے ایک ملازم کے نام پر پڑی۔ اس ملازم سے

منصور کو سخت عداوت تھی۔ منصور نے اس کے نام کے سامنے لکھ دیا: ”جب تک مر نہ جائے، اسی جگہ رہے گا۔“

لکھنے کو اس نے یہ لکھ دیا، مگر رات بھر ہوتا ہے۔

☆ دنیا کا سب سے بڑا دریا، دریائے نیل ہے، سو نہ سکا۔ اس کا ضمیر برابر اسے ملامت کرتا

عجیب عجیب پرندے

گولڈن ایگل



گولڈن ایگل (GOLDEN EAGLE) نامی یہ پرندہ بلوچستان کے بلند و بالا پہاڑوں پر رہتا ہے۔ جب کوئی موذی جانور سانپ یا جنگلی بلی اس کے گھونسلے کی جانب غلط ارادے سے بڑھنے لگتے ہیں تو یہ زمین سے بھاری پتھر اٹھا کر فضا میں لے جاتا ہے اور ان پر پتھر ڈال کر انہیں مار بھگا تا ہے۔

امریکی شاہین



امریکی فضا نیہ کا علامتی نشان یہ شاہین، امریکن بالڈ ایگل (AMERICAN BALD EAGLE) کہلاتا ہے۔ دنیا کے دوسرے شاہینوں کی طرح یہ شکار کر کے نہیں، بلکہ چمچیں کر کھاتا ہے۔ یہ بولی اور الباطروس جیسے بڑے آبی پرندوں کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھتا ہے۔ جوں ہی یہ پرندے سمندر سے کوئی بڑی مچھلی کپڑ کر لے جانے لگتے ہیں۔ بالڈ ایگل منوں سینکڑوں میں انہیں جا لیتا ہے اور شکار چمچیں کر لے جاتا ہے۔ بر فانی موسم اور تیز ہوا میں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

کاسپین ٹرن



یہ خوب صورت پرندے کیسپین ٹرن (CASPIAN TERN) کہلاتے ہیں، جو ایک دوسرے سے مچھلی چمچیں نہیں رہے، بلکہ فراور مادہ آپس میں

رہا۔ اسے بار بار یہ خیال آتا کہ اس ملازم کو بھی ربا کر دینا چاہیے، ورنہ مجھے نا انصافی کی سخت سزا ملے گی۔ وہ کوشش کے باوجود یہ خیال اپنے دل سے دور نہیں کر سکا۔ صبح اس نے قیدیوں کی فہرست دوبارہ طلب کی اور اس شخص کے نام کے آگے لکھ دیا: ”اسے رہا کر دیا جائے، یہ رہائی اللہ کی رضا کے لیے ہے، ورنہ میں تو اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔“

بڑا ڈاکو کون؟

حکایت : مولانا روٹی

مرسلہ : پردیز حسین، کراچی

سکندر اعظم کے سامنے ایک ڈاکو پیش کیا گیا۔ سکندر نے کہا: ”تمہیں ڈاکو کا پیشہ اختیار کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی اور رحم نہیں آتا؟“

ڈاکو نے کہا: ”سنیے! جو کام میں چھوٹے پیمانے پر کرتا ہوں۔ آپ اسے وسیع پیمانے پر سرانجام دیتے ہیں۔ میرے ساتھیوں کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے، اس لیے میرے پیشے کو ڈاکہ زنی اور ہمیں ڈاکو کا

سکندر اعظم، ڈاکو کی یہ بات سن کر لا جواب ہو گیا۔

بھائی سے قیمتی کپڑے

مرسلہ : سلمان یوسف سمیع، علی پور

ایک لڑکی نے اپنے بھائی کو درزی کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے سلے ہوئے کپڑے لے آئے۔ واپسی میں لڑکی کا بھائی ایک کار کی ٹکر لگنے سے سڑک پر گر کر زخمی ہو گیا۔ لوگ اسے اسپتال لے گئے۔ لڑکی کو جب یہ اطلاع ملی تو وہ ”ہائے“ میرے کپڑے ”کہہ کر بے ہوش ہو گئی۔ ☆

یکجہتی اور محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس خوب صورت آبی پرندے کا زرب اپنی مادہ کو اداس دیکھتا ہے تو اسی طرح پھلی کچڑ کر اسے پیش کرتا ہے۔ یہ پرندہ زندگی بھر کے لیے صرف ایک ہی ساتھی کا انتخاب کرتا ہے۔ ان میں سے جو بھی پہلے مر جائے، دوسرا بعد میں خود کو چٹانوں سے ٹکرا کر اپنی جان دے دیتا ہے۔

سج گروس



خوب صورتی میں یہ پرندہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ ساری دنیا میں صرف شمالی امریکا کے گھنے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔ مرغی کی نسل کا یہ پرندہ "سج گروس" (SAGE GROUSE) کہلاتا ہے۔ یہ پرندہ انسانوں سے شرماتا ہے۔ یہ مور کی طرح اپنی ذم پھیلا کر کئی گھنٹوں تک رقص کرتا ہے۔ اس کی نسل کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ اسی لیے جہاں یہ رہتے ہیں، وہاں انسانوں کا داخلہ منع ہے۔

مرغ زرین



مرغی اور مور کا حسین ملاپ مرغ زرین کہلاتا ہے۔ جن کی دنیا بھر میں ۱۵۰ سے زائد قسمیں ہیں۔ یہ پرندہ مور کی طرح مختلف کرتب اور رقص بھی دکھاتا ہے۔ مرغ زرین کی "بلیک گروڈ" نامی نسل گلگت، بلتستان کے بعض علاقوں میں بھی پائی جاتی ہے اور جسامت میں ذرا بڑی ہے۔ نر اپنی مادہ کو متوجہ کرنے کے لیے کئی کئی گھنٹے رقص دکھاتا ہے، تاکہ مادہ اس کی جانب مائل ہو سکے۔ مادہ تین سے چار تک انڈے دیتی ہے۔

☆

نوہال خبرنامہ

سلیم فرخی



دنیا کی سب سے لمبی کار

کیلی فورنیا (امریکا) کے ایک امیر ترین شخص "کلیئر جے ایلرگ" کے پاس ۱۰۰ فیٹ لمبی

کار ہے۔ کار میں ۲۶ سیٹ ہیں اور اس میں ایک سوئنگ پول بھی ہے۔ ایک امریکن کمپنی نے اس کار میں کچھ نئی تبدیلیاں کر کے اسے جدید شکل میں تیار کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ تیاری کے بعد یہ کار دنیا بھر کا چکر لگائے گی۔

گدھے نیل میں



بھارتی ریاست اتر پردیش میں نیل کے باہر رکھے ہوئے قیمتی پودے کھانے کے جرم میں آٹھ گدھوں کو گرفتار کر کے نیل میں بند کر دیا گیا۔ نیل کے مٹنے سے نئی بار گدھوں کو بھگا یا۔ گدھے تاک میں گھر رہے اور موقع ملنے ہی پودے کھا گئے۔ پودوں کی قیمت پانچ لاکھ روپے بتائی جاتی ہے۔ گدھے لاپتا ہونے پر ان کا مالک پوچھتا ہوا نیل آ پہنچا اور درخواست کی کہ میرے گدھوں کو آزاد کیا جائے، لیکن نیل کے مٹنے سے ایک نہ سنی۔ گدھوں کے مالک نے وہاں کی ایک بڑی سیاسی جماعت کے مقامی رہنما سے رابطہ کیا، پھر گھنٹوں جا کر چار دن کے بعد گدھوں کو رہائی ملی۔

نشاؤ را نیور



ہندستان کی ایک مشہور فلم "من آف انڈیا" کا یہ مشہور گانا شاید آپ نے سنا ہو "میں چھوٹا سا لکچر ہوں، پر کام کروں گا بڑے بڑے"۔ ماسکو (روس) میں بھی ایک چھوٹا سا لکچر ہے، جو کار چلاتا ہے بڑی بڑی۔ اس بچے کی عمر صرف چار سال ہے۔ یہ روس کے دار الحکومت ماسکو میں بڑے اعتماد سے معروف سڑکوں پر تیزی سے گار چلاتا ہے۔ بچے کے والد اور گھر کے دوسرے لوگ کار میں موجود ہوتے ہیں۔ ننھے مہاں کو کار چلاتے دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ ☆



سورج غروب ہو چکا تھا۔ موسم سرد تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ میں اس راستے سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ بارش کے ہونے سے جگہ جگہ پانی بھر گیا تھا۔ ایسے میں میرے لیے پیدل چلنا مشکل ہو گیا تھا۔ بس والے نے بھی بس اسٹاپ سے پہلے ہی مجھے اتار دیا تھا کہ آگے پانی بھرا ہوا ہے، بس نہیں جاسکے گی۔

میرے گھر کا راستہ نسبتاً اونچائی پر تھا۔ یہاں پانی ٹھیرتا نہیں تھا۔ گھر جانے کے لیے یہ راستہ اچھا تھا، مگر راستے میں ایک آسبی مکان آتا ہے۔ قدیم مکان ہونے کے سبب پرانی عمارت کھنڈرات کا نمونہ پیش کرتی تھی۔ ہم لوگ دن میں بھی اس طرف آتے ہوئے

کائنات
شریف
کراچی

طوبی قاروق
مسین شیخ
شکار پور



زورین حسن انصاری، کورنگی



عبیرہ طاہر، جویلیاں، ہزارہ



محمد احمد آصف، احمد پور شرقیہ



کرن ریاست علی، کوٹ غلام محمد



عبیرہ اشیم، کراچی



علیہ صابر، برکی پور



اسامہ بشیر احمد قریشی، حیدرآباد

ڈرتے تھے، کیوں کہ اس مکان سے عجیب و غریب مختلف باتیں منسوب تھیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ اس مکان میں جن بھوت رہتے ہیں۔ رات میں مکان سے عجیب و غریب آوازیں آتی ہیں۔ کبھی ایسا لگتا جیسے مکان میں کوئی تقریب ہو رہی ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ مجھے ڈراؤنی کہانیاں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ ڈریکولا ڈراؤنی کہانیوں کا ایک مشہور کردار ہے، جس سے میں بہت ڈرتا تھا۔

آسیبی مکان ابھی نہیں آیا تھا، لیکن اس کا تصور کرتے ہی مجھ پر ایک خوف طاری ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ مجھے یہاں سے بھاگ کر نکلنا ہوگا، ورنہ یہ آسیب مجھے نہیں چھوڑے گا۔ یہ خیال آتے ہی جیسے میرے جسم میں پھرتی آگنی تھی۔ میں تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ اچانک میں کسی چیز سے ٹکرا کر زمین پر گر پڑا، میں جس چیز سے ٹکرایا تھا، وہ کوئی جن بھوت نہیں، بلکہ وہ ایک درخت تھا۔ مجھے سخت شرمندگی ہوئی۔ پھر میں نے دوڑ لگا دی۔ میں جیسے ہی آسیبی مکان کے پاس سے گزرا، ایک دم پاؤں جیسے زمین سے چپک گئے ہوں۔ وہاں ایک ڈریکولا تھا، جو کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کے نچلے حصے پر خون لگا ہوا تھا۔ میں اس سے کچھ دور تھا، مگر اس لمحے آسمانی بجلی چمکی تھی، جس کے سبب ڈریکولا کا چہرہ صاف دکھائی دیا۔ ڈریکولا کو دیکھ کر مجھے لوگوں کی باتوں پر یقین آ گیا کہ لوگ اس آسیبی مکان کے بارے میں سچ کہتے ہیں۔

”اے لڑکے! ادھر آؤ!“ ڈریکولا نے مجھے پکارا۔

اس کے اس طرح پکارنے پر میرے جسم پر کچکی طاری ہو گئی۔ میں نے تیزی سے دوڑ لگا دی۔ ڈریکولا مجھے آوازیں دیتا رہا، مگر میں نے سنی آن سنی کر کے دوڑ لگا دی۔ میں جیسے تیسے گھر پہنچ گیا، مگر خوف سے میرے دانت بچ رہے تھے۔ گھر والے سمجھے کہ سردی سے مجھ پر کچکی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے گیلے کپڑے تبدیل کیے تو امی جان نے مجھے چائے



دی۔ گرم چائے پینے سے میرے بدن میں جستی ضرور آگئی تھی، مگر خوف کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔ یہ بات گھر والے بھی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکے تھے۔

آخر امی جان نے پوچھا ہی لیا: ”کیا بات ہے بیٹے! تم اس قدر پریشان اور خوف زدہ کیوں ہو؟“

میں نے ساری بات انھیں بتا دی۔

میں بہت تھکا ہوا بھی تھا اس لیے کھانا کھا کر جلدی سو گیا۔ صبح میری آنکھ جلدی کھل گئی۔ میں جب کمرے سے نکل کر صحن میں آیا تو میری نظر صحن میں بچھی چار پائی پر پڑی۔ چار پائی پر کوئی سو رہا تھا۔ میں نے نزدیک جا کر دیکھا۔ اس شخص کے چہرے پر نظر پڑتے ہی میرے منہ سے بے اختیار چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ یہ وہی ڈریکولا تھا جو مجھے آسیبی مکان میں نظر آیا تھا۔

فرق اتنا تھا کہ اب اس کے منہ پر خون نہیں لگا ہوا تھا۔

مجھے خیال آیا کہ یہ ضرور میرا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آ گیا ہے۔

میں نے فلموں میں دیکھا تھا کہ سوئے ہوئے ڈریکولا کے جسم میں نخر گھونپ دیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے مر جاتا ہے۔ مجھے اس سے اچھا موقع پھر کبھی نہیں مل سکتا تھا۔ میں تیزی سے باورچی خانے میں گیا۔ امی جان، ابو کے لیے ناشتا تیار کر رہی تھیں۔

میں نے کہا: ”امی جان! جلدی سے مجھے چھری دے دیں!“

”کیوں بھئی، اتنی صبح تمہیں چھری کی ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟“ امی جان

نے مجھے حیرت سے دیکھا۔

میں نے کہا: ”امی جان! وہ آسپہی مکان والا ڈریکولا رات کو میرا پیچھا کرتا ہوا ہمارے

گھر میں گھس آیا ہے۔ میں چھری اس کے سینے میں گھونپ کر اسے ہمیشہ کی نیند سلا دوں گا۔“

”میں بھی دیکھوں، وہ کیسا ڈریکولا ہے۔“ امی جان بھی میرے پیچھے صحن میں چلی آئیں۔

میں نے اشارے سے امی جان کو دکھایا۔ میرا خیال تھا کہ امی جان، ڈریکولا کو دیکھ کر چونک

اٹھیں گی، لیکن وہ زور سے ہنس دیں۔ انہیں ہنسا دیکھ کر میں امی جان کو حیرت سے دیکھنے لگا۔

امی جان میرا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئیں اور بولیں: ”اگلے! یہ رشتے میں

تمہارے خالو لگتے ہیں اور انہیں تم ڈریکولا سمجھ رہے ہو۔“

”میں نے پہلے انہیں کبھی نہیں دیکھا؟“

امی جان نے بتایا: ”کیسے دیکھتے! یہ شہر میں رہتے ہیں، ان کا بہت کم ہی گاؤں میں

آنا ہوتا ہے۔ اس بار وہ اپنی بیٹی کی شادی کی دعوت دیئے آئے ہیں۔“

”امی جان! آپ کو میری بات پر یقین نہیں آئے گا۔ میں نے خود ان کے منہ پر

خون لگا ہوا دیکھا تھا۔“

”تمہارے خالو عبدالشکور کو رات میں کم دکھائی دیتا ہے۔ جب وہ ہمارے گھر

آ رہے تھے تو بارش شروع ہو گئی، بارش سے بچنے کے لیے جب اس آسپہی مکان کے اندر

داخل ہو رہے تھے تو کسی چیز سے ٹکرائے اور زمین پر گر پڑے۔ زمین پر گرنے سے ان کا

ہونٹ پھٹ گیا اور خون نکل آیا۔ کچھ دیر بعد انہوں نے جب تمہیں دیکھا تو اپنی مدد کے لیے

پکارا اور تم انہیں ڈریکولا سمجھ کر بھاگ لیے۔ ہمارے پڑوسی کریم جی کا جب وہاں سے گزر ہوا

اور جب تمہارے خالو نے اپنے گاؤں آنے کا مقصد انہیں بتایا تو وہ انہیں پہلے ڈاکٹر صاحب

کے کلینک لے گئے۔ ہونٹ پر معمولی نوعیت کا زخم تھا، اس لیے ڈاکٹر صاحب نے زخم کی

صفائی کر دی۔ پھر کریم جی انہیں ہمارے گھر چھوڑ گئے۔“ امی جان نے تفصیل بتائی۔

میں نے اسی وقت خدا کا شکر ادا کیا کہ امی جان صبح جاگ رہی تھیں، اگر رات میں

میری آنکھ کھل جاتی اور میں انہیں ڈریکولا سمجھ کر حملہ کر دیتا تو نہ جانے کیا ہوتا۔ میں یہ سوچ کر

ہی کانپ اٹھتا تھا۔

اس بلا عنوان انعامی کہانی کا اچھا سا عنوان سوچیے اور صفحہ ۸۳ پر دیے ہوئے کوپن پر کہانی کا عنوان، اپنا نام اور پتا صاف صاف لکھ کر ہمیں ۱۸- فروری ۲۰۱۸ء تک بھیج دیجیے۔ کوپن کو ایک کاپی ساز کاغذ پر چپکا دیں۔ اس کاغذ پر کچھ اور نہ لکھیں۔ ایسے عنوانات لکھنے والے تین نوٹہالوں کو انعام کے طور پر کتابیں دی جائیں گی۔ نوٹہال اپنا نام پتا کوپن کے علاوہ بھی علاحدہ کاغذ پر صاف صاف لکھ کر بھیجیں تاکہ ان کو انعامی کتابیں جلد روانہ کی جاسکیں۔

نوٹ: ادارہ ہمدرد کے ملازمین اور کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔

ماہ نامہ ہمدرد نوٹہال فروری ۲۰۱۸ء ص ۷۳

ماہ نامہ ہمدرد نوٹہال فروری ۲۰۱۸ء ص ۷۲

انسان دوست

افغانستان میں رہنے والی دس سالہ پاکستانی لڑکی زائل عمر جو پانچویں گریڈ میں پڑھ رہی ہے، وہ دنیا میں سب سے کم عمر 'انسان دوست' لڑکی قرار پائی ہے۔ وہ سرگودھا میں پیدا ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر اسے دکھ ہوتا تھا کہ اس شہر میں ہر جگہ پلاسٹک کی تھیلیاں اڑ رہی ہیں، جن سے فضائی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ زائل عمر نے ایک پرائیویٹ نیوز چینل پر گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ جب میں پلاسٹک کی تھیلیوں کو فضا میں اڑتا دیکھتی تو یہ سوچا کرتی تھی کہ کاش، میں انھیں کسی ایسی چیز سے بدل سکوں، جس سے آلودگی اور کثافت میں اضافہ نہ ہو۔

تین سال پہلے زائل نے اپنے جیب خرچ سے کاغذ خریدنا اور تھیلیاں بنانا شروع کر دیں۔ ان تھیلیوں کو فروخت کر کے اس نے غریبوں اور مفلسوں کی مدد کرنی شروع کر دی۔ نومبر ۲۰۱۵ء میں زائل عمر کو یہ نیک کام کرنے کے صلے میں پرنس عبدالعزیز بن عبداللہ، بین الاقوامی ایوارڈ دیا گیا، جو اتنی کم عمری میں دنیا کے کسی بچے کو نہیں ملا تھا۔ اس کے والد خواجہ فیصل رزاق کو اپنی بیٹی پر فخر ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے کہ اس نیک کام کے کرنے میں اس نے کسی سے مدد نہیں لی اور بالکل اکیلی اسے انجام دے رہی ہے۔

☆☆☆

معلومات ہی معلومات

غلام حسین مبین

استثقا

استثقا ایک نماز کا نام ہے، جو بارش نہ ہونے کی وجہ سے، قحط کے خوف سے، بارش کی آمد کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ یہ آبادی کے باہر کسی میدان میں ادا کی جاتی ہے۔ دو رکعت پر مشتمل اس نماز کے بعد توبہ اور استغفار کے ساتھ بارش کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

استثقا ایک مرض کا نام بھی ہے۔ اس مرض میں پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ تمام بدن ذہیلہ اور رُسست ہو کر پھول جاتا ہے۔ پیاس اتنی بڑھ جاتی ہے کہ پانی سے بھی نہیں بچتی۔ اس بیماری کو جلندھر بھی کہتے ہیں۔

ترک

ترک، فارسی زبان کا لفظ ہے، جس کا ایک مطلب روزنامہ شامی ہے۔ اس سے مراد وہ حالات ہیں، جو بادشاہ خود اپنے زمانے کے بارے میں تحریر کرے۔

ترک بابر، مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کی لکھی ہوئی کتاب کا نام ہے، جو کہ دراصل سوانح ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ صرف صاحب سیف (تلووار کا دھنی) ہی نہیں، بلکہ اچھا لکھنے والا بھی تھا۔ اسے ترکی اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور تھا۔ ظہیر الدین کو ماں پیار سے بابر کہتی تھی۔ وہ ۱۴۸۳ء میں فرغانہ میں پیدا ہوا۔ ۱۵۲۶ء میں ابراہیم لودھی کو پانی پت کے میدان میں شکست دے کر ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد

رکھی۔ اس کا انتقال ۱۵۳۰ء میں ہوا۔ کابل میں دفن ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تختِ مغلیہ کا نیا بادشاہ بنا۔

تزک جہانگیری، ظہیر الدین بابر کے پڑپوتے (یعنی ہمایوں کے پوتے اور اکبر اعظم کے بیٹے) نور الدین محمد جہانگیر کی لکھی ہوئی آپ بیتی ہے۔ جہانگیر ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا۔ وہ ۱۶۰۵ء میں اکبر بادشاہ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اس کے انصاف کے لیے زنجیرِ عدل بھی لگائی۔ اس کا انتقال ۱۶۲۷ء میں ہوا۔ لاہور میں دفن ہوا۔

اسی طرح ”تزک امیر“ بھی ایک سوانح کا نام ہے، جو کابل کے امیر حبیب اللہ نے لکھی۔ وہ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں تخت نشین ہوئے۔ قابل اور اچھے تھے منتظم تھے۔ ۱۹۱۹ء میں شہید کر دیے گئے۔

پہلے اور واحد

جنرل محمد ایوب خان، پاکستان کے واحد فوجی افسر ہیں، جو فیلڈ مارشل کے عہدے تک پہنچے۔ فیلڈ مارشل فوج کے افسروں کا سب سے اعلیٰ عہدہ ہوتا ہے۔ محمد ایوب خان صوبہ کے پی کے ہزارہ ڈویژن کے ضلع ہری پور کے گاؤں ریحانہ میں ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ وہ پاکستان کے صدر بھی رہے۔ ان کے دور میں ۱۹۶۵ء کی جنگ لڑی گئی۔ ۱۹۷۴ء میں ان کا انتقال اسلام آباد میں ہوا۔

یوں تو ملک میں جب مارشل لا لگایا جاتا ہے تو فوج کا سپہ سالار (چیف آف آرمی اسٹاف) ہی چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا منصب سنبھالتا ہے۔ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو

واحد سیاست داں تھے، جو صدر پاکستان کا عہدہ سنبھالنے کے ساتھ ساتھ غیر فوجی چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر رہے۔ ذوالفقار علی بھٹو ۱۹۲۸ء میں لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ ایک نئی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بنائی اور ملک کے صدر بنے۔ بعد میں موجود آئین کے نافذ ہونے کے بعد ۱۳ اگست ۱۹۷۳ء کو وزیر اعظم بنے۔ وہ ۱۹۷۷ء تک ملک کے وزیر اعظم رہے۔

عجیب تر

پروں والے تمام جان داروں کو ”پرندے“ کہا جاتا ہے اور یہ پرندے انڈے دیتے ہیں، مگر ان میں چگا دڑو واحد پرندہ ہے، جس کی مادہ انڈوں کے بجائے بچے دیتی ہے۔ اسی طرح تمام مچھلیاں انڈے دیتی ہیں، مگر وھیل (WHALE)، جو پانی کی سب سے بڑی مخلوق ہے، وہ انڈوں کے بجائے بچے دیتی ہے۔

زیر، زبر، پیش

رتلی (زیر کے ساتھ) ہندی زبان کا لفظ ہے۔ یہ ہمارے جسم میں معدے کے بائیں طرف واقع ایک اندرونی عضو کا نام ہے۔

تکلی (زبر کے ساتھ) ہندی میں پیندی یا کسی چیز کے نیچے کا حصہ کہلاتا ہے۔ تکی (پیش کے ساتھ) یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ جولا ہے (کپڑا بننے والے) کی کوچی (اوزار) کو کہتے ہیں۔

☆☆☆

دن اتوار کا

شاہد حسین

دن	اتوار	کا	پیارا	دن
سب	کا	راج	دلارا	دن
کچھ	کا	بیتا	تفریح	میں
کچھ	نے	سو	کے	گزارا
دون	کا	ہے	من	چاہا
بچوں	کی	آنکھ	کا	تارا
کھیلیں	کودیں	اچھلیں	گائیں	
موج	میں	گزرے	سارا	دن
سب	دن	نی	ہلنے	کے
پر	دن	اتوار	کا	نیارا
منت	مشقت	کرنے	والوں	
تھکے	باروں	کا	سہارا	دن
پورا	ہفتہ	انتظار	کردائے	
آرام	کا	ہے	یہ	اشارہ
اتوار	جو	بیتا	سب	یہ
آئے	پھر	یہ	دوبارہ	دن

اچھوتا خیال

معاذ بن مستقیم

”پاکستان میں غربت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور.....“ حازم نے جلدی سے چینل بدل دیا، تاکہ کوئی نئی خبر سن سکے۔

”آج صبح دریاے سندھ میں ایک شخص نے غربت کی وجہ سے ذوب کر جان دے دی۔“ اس نے ایک بار پھر ریوٹ کا بیٹن دبا دیا۔

”آئیے، ہم آپ کو سناتے ہیں ایک ایسے خاندان کی کہانی، جن کے بچے غربت کے مارے اپنا اسکول چھوڑ کر گھر والوں کا پیٹ.....“

ہر نیوز چینل پر ایک ہی طرح کی خبریں..... وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ملک کیا واقعی اتنا غریب ہے۔ اس نے اپنا سر جھٹک دیا اور غیر ارادی طور پر ایک اور چینل لگا لیا، جس میں گھر پر پیئر بنانے کے طریقے بتائے جا رہے تھے۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی یہ چینل دیکھتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کھانے پینے کا شوقین تھا۔ بہت سارے کھانے وہ خود بھی پکا لیتا تھا۔ خاص طور پر دودھ سے بنی چیزیں تو اسے بہت پسند تھیں۔ اس نے پیئر بنانے کا طریقہ دیکھا اور اسے گھر پر ہی بنانے کا فیصلہ کیا۔ دو چار کوششوں کے بعد وہ بہترین قسم کا پیئر بنا چکا تھا۔

اچانک ایک خیال بجلی کی طرح اس کے ذہن میں آیا، کیوں نہ اس پیئر کو بازار سے کم قیمت میں بیچا جائے، کیوں کہ یہ پیئر بازار کے مقابلے میں آدھی سے بھی کم قیمت میں پڑا تھا۔ اسے یاد آیا کہ بچوں کے مشہور ناول نگار اشتیاق احمد مرحوم بچپن میں اپنی

معلومات افزا

سلیم قریشی

معلومات افزا کے سلسلے میں ۱۲ سوالوں کے سامنے تین مکمل جوابات بھی لکھے ہیں، جن میں سے کوئی ایک درست ہے۔ کم سے کم ۸ درست جوابات دینے والے نو نبال انعام کے مستحق ہو سکتے ہیں، لیکن انعام کے لیے تمام درست جوابات بھیجے والے نو نبالوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر تمام درست جوابات دینے والے نو نبال ۱۵ سے زیادہ ہوئے تو چند روز نامقررہ انداز کے ذریعے سے نکالے جائیں گے۔ قرآن و احادیث میں شامل ہونے والے باقی نو نبالوں کے صرف نام شامل کیے جائیں گے۔ ۸ سے کم صحیح جوابات دینے والوں کے نام شامل نہیں کیے جائیں گے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ درست جوابات دے کر انعام میں ایک اچھی سی کتاب حاصل کریں۔ صرف جوابات (سوالات نہ لکھیں) صاف صاف لکھ کر کوپن کے ساتھ اس طرح بھیجیں کہ ۱۸ فروری ۲۰۱۸ء تک ہمیں مل جائیں۔ کوپن کے علاوہ ملاحظہ و کاغذ پر بھی اپنا مکمل نام بتا کر دو تین بہت صاف لکھیں۔ ادارہ ہمدرد کے ادارتی کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔

- ۱ حضرت یعقوب کی بیویاں تھیں۔ (دو - تین - چار)
- ۲ مومل (عراق) کے امیر قادیان زنگی، سلطان نور الدین زنگی کے تھے۔ (بھائی - والد - چچا)
- ۳ انیٹ بینک آف پاکستان کے پہلے گورنر تھے۔ (شجاعت علی حسنی - عبدالقادر - راجہ حسین)
- ۴ مشہور مسلمان سیاح ابن بطوطہ طرابلس کے شہر میں پیدا ہوئے۔ (رباط - طنجة - کاسا بلانکا)
- ۵ پاکستان میں دو پہر کے بارہ بجے ہوں تو نیوی لینڈ میں شام کے بجے کا وقت ہوگا۔ (پانچ - تیس - سات)
- ۶ ناپینا افراد کے لیے بریل رسم الخط ایجاد کرنے والے لوئی بریل کا تعلق تھا۔ (جرمنی - فرانس - اٹلی)
- ۷ پرکمال کی کرنسی۔ (کھلاتی ہے - زلوفی - پسپا - اسکوڈ)
- ۸ "گالف" (GOLF) کا قومی کھیل ہے۔ (اسکاٹ لینڈ - پولینڈ - فن لینڈ)
- ۹ ہر سال ۷ اپریل کو عالمی منایا جاتا ہے۔ (یوم ارض - یوم صحت - یوم انصاف)
- ۱۰ "ANTIMONY" انگریزی زبان میں۔ (کوکتے ہیں - ریزنگاری - سرے - چٹکے)
- ۱۱ اردو زبان کی ایک کہاوت یہ ہے "گلدھا کیا جانے" کی قدر (سرسوں - زعفران - زیتون)
- ۱۲ الطاف حسین حالی کے اس شعر کا دوسرا مصرع مکمل کریں:

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں پڑتی ہے زیادہ

(محنت - مشقت - دقت)

کوپن برائے معلومات افزا نمبر ۲۶۶ (فروری ۲۰۱۸ء)

نام:

پتا:

کوپن پر صاف صاف نام، پتہ لکھیے اور اپنے جوابات (سوال نہ لکھیں، صرف جواب لکھیں) کے ساتھ لٹکانے میں ڈال کر دفتر ہمدرد نو نبال، ہمدرد ڈاک خانہ، ٹکروچی ۳۶۰۰ کے پتے پر اس طرح بھیجیں کہ ۱۸ فروری ۲۰۱۸ء تک ہمیں مل جائیں۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام لکھیں اور صاف لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر جوابات کے صفحے پر چپکا دیں۔

کوپن برائے بلا عنوان انعامی کہانی (فروری ۲۰۱۸ء)

عنوان:

نام:

پتا:

یہ کوپن اس طرح بھیجیں کہ ۱۸ فروری ۲۰۱۸ء تک دفتر بھیجی جائے۔ بعد میں آنے والے کوپن قبول نہیں کیے جائیں گے۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام اور ایک ہی عنوان لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر کہانی سائز کے کاغذ پر درمیان میں چپکا دیں۔

دنیا کے مشہور و مقبول ادیبوں پر مختصر معلوماتی کتابیں

حسن ذکی کاظمی کے قلم سے

ولیم شکسپیر انگریزی ادب کا عظیم ڈراما نگار، جس کے ڈرامے ساری دنیا میں پڑھے اور دیکھے جاتے ہیں۔

شکسپیر کی تصویر کے ساتھ خوب صورت ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

سیسول ٹیلر کوراج انگریزی کا عظیم شاعر جس نے خود علم سیکھا اور شعر و ادب میں اپنا مقام بنایا۔

کوراج کی تصویر کے ساتھ خوب صورت ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

ولیم ورڈز ورثہ عظیم شاعر جس نے انگریزی شاعری کو ایک نیا رخ دیا، سائیت بھی لکھے اور مضامین بھی۔

ولیم ورڈز ورثہ کی تصویر کے ساتھ خوب صورت ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

برونے سسرز تین بدستور بہنوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے عورتوں کے حقوق اور آزادی

کے لیے آواز بلند کی۔ یہ ایک دل چسپ معلوماتی کہانی اس کتاب میں پڑھے۔

برونے بہنوں کی خوب صورت تصویر کے ساتھ رنگین ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

چارلس ڈکنز عظیم ناول نگار جسے کتابیں پڑھنے کے شوق نے دنیا کے نامور ادیب کا اعلیٰ مقام عطا کیا۔

ٹائٹل پر ڈکنز کی خوب صورت تصویر صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

ٹامس ہارڈی انگریزی کا پہلا ناول نگار جس نے گاؤں کی روزمرہ زندگی کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا۔

ہارڈی کی تصویر سے سجھا ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

رڈیارد کیپلنگ انگریزی ادب کا عظیم کہانی نویس، نظم نگار، ناول نگار اور پہلا انگریز ادیب جسے

ادب کا نوبل انعام ملا۔

کیپلنگ کی تصویر کے ساتھ رنگین ٹائٹل صفحات : ۲۴ قیمت : ۲۵ روپے

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، ہمدرد سینٹر، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی۔ ۷۶۶۰۰

دولت مند غریب

انوار آس محمد

کباب کی خوشبو شہزاد کی بھوک میں اضافہ کر رہی تھی، لیکن وہ صرف حسرت سے لوگوں کو کباب کھاتا دیکھ سکتا تھا۔ اپنی بڑی سی گاڑی میں بیٹھے سیٹھ فرید پیٹ بھر کر تیخ کباب اور شامی کباب گرم روٹی سے کھا رہے تھے۔ ان کا بیٹا شہزاد کا ہم عمر ہوگا، ملائی بوٹی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ وہ اکثر اس ہوٹل پر آتے تھے۔ شہزاد اس ہوٹل کے بیرونی حصے میں ویز کی نوکری کرتا تھا۔ اس کا کام ہوٹل کے سامنے کھڑی گاڑیوں میں آئے ہوئے لوگوں سے آرزو لینا اور ان کو کھانا فراہم کرنا تھا۔ شہزاد کا دنیا میں اپنے غریب چچا کے سوا کوئی نہ تھا، جن کے ساتھ وہ رہتا تھا۔

ابھی اسے ہوٹل میں کام کرتے ہوئے چند مہینے ہی ہوئے تھے۔ اسے معمولی کی تنخواہ ملتی تھی، جس سے جیسے تیسے گزارہ ہو رہا تھا۔ جس ہوٹل میں وہ کام کرتا تھا، وہاں کا کھانا بہت منہگ تھا۔ شہزاد وہ کھانا خرید کر تو ہر گز نہیں کھا سکتا تھا، البتہ کبھی کبھی ہوٹل کے مالک خوش ہوتے تھے تو تمام نوکروں کو کھانا کھلا دیتے تھے، لیکن ایسا بھی مہینے میں ایک آدھ بار ہی ہوا کرتا تھا۔

شہزاد کی خواہش تھی کہ وہ بھی امیر ہو اور کھانا خرید کر کھائے، کوئی ویز اس کو بھی بڑے ادب سے کھانا پیش کرے، اس کا حکم مانے، لیکن اس کی یہ خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ احساس کمتری کا شکار ہوتا جا رہا تھا۔ سیٹھ فرید کو حسرت سے دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ یہ کتنے خوش نصیب ہیں اور میں کتنا بد نصیب ہوں۔ وہ ایسا سوچ کر اُداس ہو جاتا تھا۔

ماہ نامہ ہمدرد نوٹہال صفحات ۱۸۵ فروری ۲۰۱۸ء

اس کے چچا اکثر کہا کرتے تھے کہ اُداس نہ ہوا کرو۔ دنیا میں ہر انسان کی زندگی مختلف ہوتی ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس مصلحت کی وجہ سے کس انسان کو کیسی زندگی عطا کی ہے۔ ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
وہ پوچھتا: ”لیکن چاچا! ہم ہی غریب کیوں ہیں؟“

چچا سمجھاتے: ”بیٹا! دنیا میں صرف ہم ہی نہیں، لاکھوں لوگ غریب ہیں۔ امیر لوگوں کے اپنے مسائل ہوتے ہیں اور غریبوں کے اپنے۔ اللہ سب کو آزماتا ہے۔ دنیا میں کس کو ہمیشہ رہنا ہے بھلا! کامیاب وہ ہے، جو اللہ کی رضا میں راضی رہے۔“
شہزاد اکثر چچا سے بحث کرتا اور کبھی کبھی اسے چاچا کی باتوں سے سکون بھی مل جاتا، لیکن چند دنوں کے بعد وہ سب باتیں بھول کر پھر سے اُداس ہو جاتا تھا۔

اس دن بھی شہزاد بہت اُداسی سے، لوگوں کو کھانا کھاتے دیکھ رہا تھا۔ بارش کا موسم تھا۔ لوگ تفریح کر رہے تھے اور جھوم بھی بہت زیادہ تھا۔ سیٹھ فرید کی گاڑی آ کر رکی۔ دل ہی دل میں ان کی قسمت پر رشک کر کے اُداس ہونے لگا۔ بوجھل قدموں سے وہ سیٹھ صاحب کی گاڑی کے پاس کھانے کا آرڈر لینے گیا۔

”جی صاحب! کیا کھانا پسند کریں گے؟“ شہزاد نے پوچھا۔

سیٹھ صاحب کے چہرے پر اُداسی سی پھیل گئی: ”بیٹا! آئیں کریم لادو۔“
شہزاد حیران ہوا، کیوں کہ سیٹھ فرید جب بھی آتے تھے، کچھ نہ کچھ ضرور کھاتے تھے۔ آج ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ صرف آئیں کریم کی فرمائش کر رہے تھے۔ اسی دوران ہوٹل کے مالک جو کہ سیٹھ فرید کے دوست تھے، وہ بھی وہاں پہنچ گئے اور کہا: ”فرید صاحب!

آج صرف آئیں کریم سے پیٹ بھریں گے کیا؟“

سیٹھ فرید کی اُداسی میں مزید اضافہ ہو گیا اور گویا ہوئے: ”بس بہت کھاپی لیا۔ اب تو ہم صرف آئیں کریم ہی کھا سکتے ہیں۔“

”وہ کیوں! خیریت؟“ قمر صاحب نے حیرت سے پوچھا۔

”کیا بتاؤں قمر صاحب! مجھے گلے کا کینسر ہو گیا ہے۔ فی الحال میں آئیں کریم کے علاوہ کچھ نہیں کھا سکتا۔ ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا ہے۔“ سیٹھ فرید آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ شاید ان کے گلے میں درد ہو رہا تھا۔

شہزاد نے آنکھیں پھاڑ کر حیرت سے سیٹھ فرید کی بات سنی اور آئیں کریم لینے چل پڑا۔ سیٹھ فرید اپنا حال بیان کر رہے تھے اور شہزاد کے ذہن میں چچا کی باتیں گونج رہی تھیں کہ اللہ سب کو آزماتا ہے۔

شہزاد کے پاس دنیا کی سب سے بڑی دولت، صحت تھی۔ اچانک اسے لگا کہ وہ سیٹھ فرید سے بھی زیادہ امیر ہو گیا ہے۔

☆

ای۔ میل کے ذریعے سے

ای۔ میل کے ذریعے سے خط و فیرو بھیجنے والے اپنی تحریر اردو (ان پیج بلیٹن) میں ٹائپ کر کے بھیجا کریں اور ساتھ ہی ڈاک کا ٹیکل پتا اور ٹیلی فون نمبر بھی ضرور لکھیں، تاکہ جواب دینے اور رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے بغیر ہمارے لیے جواب ممکن نہ ہوگا۔
hfp@hamdardfoundation.org

ہینڈ کلیا

عراقی پکوڑے

مہک اکرم، لیاقت آباد

مرغی یا بکری کارو کھانہ : ۵۰۰ گرام / ہری پیاز : دو عدد

ہلدی : ایک چوتھائی چائے کا چمچ / سرخ مرچ کا پاؤڈر : آدھا چائے کا چمچ

تیز ہری مرچ پیسی ہوئی : آدھا چائے کا چمچ / میدہ : دو کھانے کے چمچے

تازہ پیسی ہوئی سیاہ مرچ : آدھا کھانے کا چمچ / انڈے پھینٹے ہوئے : دو عدد

نمک : آدھا چائے کا چمچ، یا حسب ذائقہ / تیل : ضروری مقدار میں

ترکیب : ہری پیاز کی جڑ اور اوپر والا حصہ کاٹ دیں۔ صرف درمیانی حصے کے لچھے لمبائی میں کاٹ لیں، پھر انھیں اور باریک کاٹ لیں۔ تیز ایک برتن میں ڈال کر اس میں ہلدی، مرچ، ہری مرچیں، نمک، کالی مرچ، ہری پیاز کا کچھ اور میدہ ڈال کر خوب اچھی طرح ملا لیں۔ اب پھینٹے ہوئے انڈے خوب ملا کر اسے ریفریجریٹر میں کم از کم ایک گھنٹہ رکھیں۔ بہتر ہے کہ ایک رات پہلے ہی تیار کر کے فریج میں رکھ چھوڑ دیں۔ اب کڑھائی میں تیل ڈالیں۔ گرم ہو جانے پر آمیزے کو چمچے سے ڈال کر پکوڑوں کی طرح تلیں۔ ایک طرف سے ہو جائے تو چھری وغیرہ سے پلٹ کر دوسری طرف سے تلیں۔ بادامی رنگت ہو جائے تو کف گیر سے نکال کر کاغذ پر تیل جذب ہونے کے لیے ڈال دیں اور گرم گرم پیش کریں۔

نازیبہ بلوچ، نوشہرہ فیروز

خوبانی کا مربا

ترکیب : آدھا کلو خوبانیاں دھو لیں اور دو ٹکڑے کر کے گھٹلیاں نکال دیں۔ خوبانیوں کے وزن کے برابر چینی کسی برتن میں ڈال دیں۔ اب اس میں خوبانیاں ڈال کر ملا لیں۔ دس سے بارہ گھنٹے تک چھوڑ دیں اور پھر بگی آؤٹ پر پکائیں۔ دس بادام اور چھوٹی الائچی کے دانے شامل کر دیں۔ جھاگ آجائے اور شیرہ بن جائے تو اتار لیں۔ مربا تیار ہے۔

☆

۸۸

فروری ۲۰۱۸ء

ماہ نامہ ہمدرد

فروری ۲۰۱۸ء

ہمدرد نو نہال اسمبلی

ہمدرد نو نہال اسمبلی راولپنڈی رپورٹ : حیات محمد بھٹی



نو نہال سیرت کانفرنس راولپنڈی میں شریک مہمانان گرامی اور انعام یافتہ نو نہال

ہمدرد نو نہال اسمبلی راولپنڈی میں نو نہال سیرت کانفرنس (منفقہ انجمن فیض الاسلام کمپلیکس ہمدردہ) کی صدارت انجمن فیض الاسلام کے صدر اور رکن شوری ہمدرد محترم میاں صدیق اکبر نے کی۔ معروف براڈ کاسٹر، ماہر اقبالیات و رکن شوری ہمدرد نعیم اکرم قریشی مہمان خصوصی تھے۔ رکن شوری ہمدرد، پروفیسر نیاز عرفان بھی کانفرنس میں خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ کانفرنس کا موضوع تھا:

''صداقت، امانت اور سادگی اسوۂ رسولؐ کے روشن معیار''

کانفرنس کی نظامت نو نہال عائشہ اسلم نے کی۔ تلاوت قرآن مجید نو نہال آمنہ مسعود نے اور حمد باری تعالیٰ نو نہال ارسلان جہانگیر نے پیش کی، اس موقع پر مختلف نو نہالوں نے حدیث شریف و ترجمہ پیش کیا۔

۸۹

فروری ۲۰۱۸ء

ماہ نامہ ہمدرد

فروری ۲۰۱۸ء

نوناہال مقررین میں عیسا سحر، محمد زبیر، سمیع علی اور عائشہ افضل شامل تھیں۔ نوناہال مقررین نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں موضوع کے مطابق پُر اثر تقاریر کیں۔

قومی صدر ہمدرد نوناہال اسمبلی محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ نے نوناہالوں کے نام اپنے تحریری پیغام میں فرمایا کہ خاتم النبیین، امام الاعلیٰ، سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے لے کر حیات مبارکہ کی آخری ساعت تک ہر دور، ہر عمل، ہر قول اور فعل احکام الہی کی اتباع سے عبارت ہے۔ آپ کی عبادت، طرز معاشرت، اخلاقی حسنہ، رہن سہن، غرض یہ کہ پوری حیات اطہر کا ہر گوشہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے وہ سنہری معیار ہیں جن پر عمل پیرا ہونے والوں کے لیے خود باری تعالیٰ نے دنیوی کامیابی اور اخروی نجات کا وعدہ بھی کیا ہے اور ضمانت بھی دی ہے۔ پیارے آقا کی آگاہ کردہ روشن راہوں پر چلنے ہی میں عافیت، بھلائی اور موجودہ پریشانیوں سے نجات ممکن ہے۔

محترم نعیم اکرم قریشی نے کہا کہ نسل نو کی تربیت اور انھیں اسلاف کی تعلیمات و پیغام سے روشناس کرنا ہم بڑوں کا فریضہ اور ذمہ داری ہے، جسے ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان بطریق احسن نبھارہا ہے۔ نبی کریم کی ذات باصفات ساری دنیا کے انسانوں کے لیے باعث تقلید و باعث نجات ہے۔ پوری کائنات کے انسانوں کی خوبیاں اور خوب صورتی کو اگر ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو بھی وہ نبی کریم کی ذات مبارکہ کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ دور حاضر میں ہمیں سنت پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے، تاکہ باہمی اخوت و محبت کو فروغ ملے اور ملک میں امن و امان قائم ہو سکے۔

محترم میاں محمد صدیق اکبر نے کہا کہ آج ہم نعمتیں رو رو کر پڑھتے ہیں اور پُر جوش تقاریر بھی کرتے ہیں، مگر ان تعلیمات پر خود عمل نہیں کرتے۔ اگر ہم اللہ کریم کی خوشنودی کے طالب ہیں تو ہمیں نبی کریم کی پیروی صدق دل سے کرنی چاہیے، کیوں کہ سیرت مبارکہ کی پیروی میں ہی نجات کی ضمانت ہے۔ آج ہم مذہبی، لسانی، علاقائی اور حسب نسب کی بنیاد پر درجہ بندیوں اور فرقوں میں بٹ چکے ہیں۔ موجودہ دور میں ضروری ہے کہ تعلیمات نبوی کی روشنی میں ہم باہم شیر و شکر ہو جائیں اور تمام پاکستانی باہم متحد ہو جائیں۔

ماہ نامہ ہمدرد نوناہال ۵۰ فروری ۲۰۱۸ء

اس موقع پر محفل نعت کا بھی خصوصی انعقاد کیا گیا، جس میں مختلف نوناہالوں نے درود و سلام اور قصیدہ بردہ شریف پیش کیا۔ ابو بکر شہزاد، زبیرہ شریف و ساتھی طالبات، محمد حسنین، امین صدیقی و ساتھی طالبات اور طیبہ جاوید نے خوب صورت و پُر سوز نعتیں پیش کیں۔ حافظ زبیر احمد نے مختلف طلبہ کی رسم بسم اللہ کردانی۔ اس موقع پر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کی جانب سے انجمن فیض الاسلام گزٹروہائی اسکول کی پرنسپل، منیجر مندرہ کیمپس، صدر انجمن فیض الاسلام، پروفیسر نیا عرفان اور نعیم اکرم قریشی کو ہمدرد نوناہال اسمبلی کی خصوصی شیلڈ دی گئیں۔



ہمدرد نوناہال اسمبلی لاہور

رپورٹ: سید علی بخاری

آقائے دو جہاں، سرور کائنات ختم الرسل، پیکر حسن اخلاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صداقت، امانت اور سادگی کی اعلا مثال ہیں۔ آپ رحمت اللعالمین ہیں، آپ کی پاکیزہ زندگی قیامت تک

آنے والے نہ صرف مسلمانوں بلکہ نوناہال سیرت کانفرنس لاہور میں شریک پروفیسر مدینہ مرثضیٰ، پروفیسر ذاکر پروین خان، حکیم مرثوب احمد مدنی اور جناب زاہد علی زاہد خطاب کر رہے ہیں مشعل راہ ہے، آپ ابتداء ہی سے عمدہ اخلاق کے مالک تھے، سب سے محبت، عاجزی و انکساری سے ملنے، قبل از اعلان نبوت بھی کفار کہ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھواتے اور اپنے فیصلے کرواتے۔ آپ نے تاریخ انسانی میں جو زبردست، بے مثال اور حیرت انگیز کارہائے نمایاں سرانجام فرماتے اس میں بنیادی کردار آپ کے دل موہ لینے والے اخلاق اور روحوں کو سحر زدہ

ماہ نامہ ہمدرد نوناہال ۵۰ فروری ۲۰۱۸ء

کر لینے والی شرافت کا ہے۔ آپ کے ”خلق عظیم“ نے دشمنوں کو دوست کیا اور اپنے خون کے پیاسوں کو اپنا جان نثار بنایا۔ جب آپ کے پاس حکومت نہ تھی، تب بھی صادق و امین تھے اور سادہ طرز زندگی تھی اور جب فتح مکہ کا موقع آیا، تب بھی طرز حیات نہ بدلا اور سب کو معاف فرمایا اور عدل و انصاف کیا۔ آپ نے بنی نوع انسان کو آداب معاشرت سکھائے۔ طبقاتی، معاشرتی اور رنگ و نسل کے مصنوعی امتیازات کو ختم کر کے عملی درس مساوات دیا۔

”صداقت، امانت اور سادگی، اسوۂ رسول کے روشن معیار“ کے موضوع پر ہمدردونہال سیرت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس لاہور میں مہمانان خصوصی کی حیثیت سے ممتاز شاخوان مصطفیٰ حکیم مرغوب احمد ہدانی، نعت گو شاعر و شاخوان مصطفیٰ محترم زاہد علی زاہد، ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر پروین خان اور معروف مذہبی اسکالر پروفیسر میوند مرتضیٰ ملک نے شرکت کی۔

نونہال مقررین میں محمد شکیل تاج، عبدالصبور، ہارون جواد، ملک محمد عادل، علی حمزہ اور عقیل حیدر شامل تھے۔ کانفرنس کی نظامت کے فرائض نویرا باہر نے انجام دیے۔ اس تقریب میں محفل نعت رسول مقبول سجائی گئی، جن میں ماہ نور عظیم، عافیہ فاطمہ، حافظہ نصیحہ نور، حبا وحید، صدف کرامت، لاجبہ نول، عربہ نسیم، ندا علی اور علیز سے زہرا نقوی نے بارگاہ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کیے۔

درد و سلام اور دعائے کلمات پر یہ کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔

ہمدردونہال اسمبلی پشاور رپورٹ: محمد خالد

ربیع الاول کے مبارک مہینے کی مناسبت سے اس بابرہمدردونہال اسمبلی پشاور میں بھی ”نونہال سیرت کانفرنس“ کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز نونہال حماد نے تلاوت قرآن مجید فرقان حمید سے ہوا۔ حمد باری تعالیٰ نونہالان اقرابتہ الاطفال نے پیش کی۔



نونہال سیرت کانفرنس پشاور میں نونہال تقریر کر رہے ہیں

نونہال منابل مبین احمد، اور نونہال مسکان نے اپنی پیاری آوازوں میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

میزبان سیرت کانفرنس نونہال نمرہ تھیں۔ نونہال مقررین میں حزال امین، آیت اور حوریہ عالم شامل تھیں۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج ہم اسی لیے بھگ رہے ہیں کہ ہم نے اسوۂ رسول کو چھوڑ کر غیروں کی نقل کرنا شروع کر دی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم میں صداقت رہی اور نہ امانت، سادگی کا سبق ضرور دیتے ہیں، مگر اس پر عمل کرنا دوسروں کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ اپنے پیارے نبی کی تعلیمات پر غور نہیں کرتے۔ آج بھی ہماری نجات پیارے آقا حضرت محمد کی بتائی ہوئی روشن راہوں پر چلنے میں ہی ہے۔ ہم سے کوئی زبردستی جھوٹ بولے، بددیانتی کرنے اور سادگی نہ اپنانے کے لیے نہیں کہتا۔ یہ ہمارے اپنے ذاتی اعمال ہیں۔

آخر میں نونہالوں نے قصیدہ بردہ شریف اور منظوم دعا پیش کی۔

☆☆☆

مسکراتی لکیریں



ایک دوست: ”تمہیں معلوم ہے کہ پورے علاقے میں کوئی میرے قریب نہیں آ سکتا۔“
 دوسرا دوست: ”اس لیے کہ تم کبھی نہاتے جو نہیں ہو۔“
 لطیفہ : سعید عباس، اٹھارہ ہزاروی

انوکھا انصاف

ذوالقرنین زیدی



یہ گئے وقتوں کی بات ہے، کسی شہر کا قاضی مرغی لینے بازار گیا۔ دکان دار
 دکان بند کر چکا تھا۔ وہ ایک گاہک کے لیے مرغی ذبح کر کے اس کا انتظار کر رہا تھا۔
 قاضی صاحب نے کہا: ”یہی مرغی دے دو۔“
 دکان دار نے کہا: ”میں مرغی کے مالک کو کیا جواب دوں گا؟“
 قاضی صاحب نے کہا: ”گاہک سے کہہ دینا کہ مرغی اڑ گئی۔ بات بڑھے گی تو
 معاملہ میرے پاس ہی آئے گا۔“

دکان دار نے مرغی قاضی کو دے دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ گاہک آن پہنچا جس کی مرغی تھی۔ مرغی طلب کرنے پر دکان دار نے بتایا کہ مرغی اڑ گئی ہے۔ وہ نہ مانا اور دکان دار کو پکڑ کر قاضی کے پاس چل دیا۔

راستے میں دو افراد جھگڑ رہے تھے، دکان دار بیچ بچاؤ کرانے لگا تو اس کی اُننگی لڑنے والوں میں سے ایک شخص کی آنکھ میں لگ گئی، جس سے اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ وہ یہودی تھا۔ سو وہ بھی اپنا یہ معاملہ لے کر قاضی کی طرف ساتھ ہی چل پڑا۔ دکان دار بہت پریشان تھا کہ مرغی کے معاملے میں تو قاضی بچالے گا، مگر اس معاملے میں کیا ہوگا۔

دکان دار سوچ سوچ کر اتنا پریشان ہوا کہ اچانک ہاتھ جھڑا کر بھاگا اور مسجد کے مینار پر چڑھ کر نیچے کود گیا، نیچے سے ایک بوڑھا شخص کھڑا تھا، دکان دار سیدھا اس پر گرا اور وہ بوڑھا شخص وہیں گر کر مر گیا۔ مرنے والے بوڑھے شخص کے بیٹے نے دکان دار کو پکڑ لیا۔ جب اسے پتا چلا کہ اس دکان دار کو قاضی کے پاس پیشی کے لیے لے جایا جا رہا ہے تو وہ بھی ساتھ ہولیا۔

معاملہ قاضی کی عدالت میں پہنچا تو سب سے پہلے مرغی والے گاہک نے اپنا مقدمہ پیش کیا: ”میں مرغی ذبح کروا کر گیا تھا۔ اب دکان دار کیسے کہہ رہا ہے کہ مرغی اڑ گئی۔ بھلا مری ہوئی مرغی کیسے اڑ سکتی ہے؟“

قاضی نے مدعی کو غصے سے دیکھا اور کہا: ”کیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر تمہارا ایمان نہیں ہے؟“

یہ سن کر وہ ڈر گیا کہ کہیں کفر کا فتوا ہی نہ لگ جائے۔ اس نے کہا: ”بالکل، میں مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر یقین رکھتا ہوں۔“

قاضی نے جواب کہا: ”تو مرغی کے زندہ ہونے پر کیوں یقین نہیں رکھتے؟“ بے چارہ کیا کرتا، قاضی کے سامنے فیصلہ تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔ اب قاضی کے پاس دوسرا مقدمہ تھا کہ دکان دار نے ایک یہودی کی آنکھ پھوڑ دی تھی اور یہودی قصاص کا طلب گار تھا۔ چوں کہ یہودی کے لیے قصاص آدھا مقرر تھا، اس لیے قاضی صاحب نے فیصلہ سنایا: ”دکان دار نے یہودی کی ایک آنکھ پھوڑی ہے، اس لیے نصف قصاص دشوار ہوگا۔ بہتر ہے کہ دکان دار یہودی کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ دے اور یہودی بدلے میں نصف قصاص یعنی دکان دار کی ایک آنکھ پھوڑے گا۔“ فیصلہ سننے ہی یہودی کی سخی گم ہو گئی کہ اگر دوسری آنکھ بھی چلی گئی تو کہیں کانٹیں نہ رہیں گا۔ سو اس نے اپنی جان بچانے کے لیے دکان دار کو معاف کر دیا۔

اب تیسرے مقدمے میں بوڑھے کا بیٹا قاضی کے روبرو پیش تھا۔ قاضی جی نے معاملہ توجہ سے سنا اور فیصلہ سنایا: ”دکان دار کو مسجد کے اسی مینار کے آگے کھڑا کر دیا جائے اور مرنے والے بوڑھے کا بیٹا مینار کی اسی کھڑکی سے دکان دار پر چھلانگ لگا کر اس کی جان لے لے اور اپنا قصاص وصول کر لے۔“

بوڑھے کے بیٹے نے کہا: ”قاضی صاحب! اگر دکان دار ذرا سا بھی ادھر ادھر ہوا تو میری اپنی جان چلی جائے گی۔“

قاضی نے غصے سے جواب دیا: ”تمہارا بوڑھا باپ بھی تو ادھر ادھر ہو سکتا تھا؟“ ☆



ہنی گھر

نئے مزاح نگار



کراچی ٹی وی سینٹر پر مشاعرہ ہونے والا
تھا۔ افتخار عارف، جوش ملیح آبادی کو دعوت
دینے گئے تو انہوں نے جوش صاحب سے کہا:
”مشاعرے والے دن ہم آپ کو گھر سے
لیں گے اور واپس بھی چھوڑ دیں گے۔“
جوش صاحب زور سے ہنسے اور بولے:
”ہمیں تو پچھا دیجیے گا، چھوڑے تو کتنے
جاتے ہیں۔“
مرسلہ: تحریم خان، نارتھ کراچی
ماں نے گھبرائے ہوئے لہجے میں بیٹے کو
آواز دی: ”بیٹا! جلدی آؤ، بہو پر فالج کا
حملہ ہوا ہے۔ منہ میڑھا ہو گیا ہے، آنکھیں
اوپر کو چڑھ گئی ہیں، گردن ایک طرف
گھوم گئی ہے۔“
بیٹا: ”پریشان نہ ہوں اماں! وہ سیلی
لے رہی ہے۔“
مرسلہ: ساجدہ اعجاز، شاہ فیصل کالونی
دو، موٹر سائیکل تھاری ہوئی۔ سوال یہ ہے

کہ وہ کون سا جملہ ہے جسے فالج کے طلبا
بے تحاشا استعمال کرتے ہیں؟“
نوجوان طالب علم (مایوسی سے):
”مجھے نہیں معلوم۔“
کمپیئر: ”جواب درست ہے، مبارک
ہو، آپ موٹر سائیکل جیت گئے۔“
مرسلہ: سید شعیب محفوظ علی، کراچی
ایک سپاہی (بوڑھے آذی سے):
”کیا تلاش کر رہے ہیں! میں آپ کی کوئی
مدد کر سکتا ہوں؟“
بوڑھے نے کہا: ”جی ہاں، میری ثانی
گم ہو گئی ہے، اسے ڈھونڈ دو۔“
سپاہی: ”کیا وہ کوئی خاص قسم کی ثانی
ہے، جس کے لیے آپ اتنے فکر مند نظر
آ رہے ہیں؟“
بوڑھے نے جواب دیا: ”ہاں، اس
ثانی کے ساتھ میرے دانت بھی چپکے ہوئے
ہیں۔“
مرسلہ: ایان علی، نارتھ کراچی
گھر کے ایک نوکر نے مالک سے
شکایت کی: ”حضور! آپ کی اور آپ کے
گھر والوں کی خدمت کرتے کرتے میرے
سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں، اب
تو میری تنخواہ بڑھا دیجیے۔“
مالک نے کچھ سوچتے ہوئے جواب
دیا: ”مجھے بھی اس بات کا احساس ہے۔ یہ
لوہیں رہے اور بازار سے اچھا سا خضاب
لے آؤ اور ہر مہینے مجھ سے خضاب کے لیے
بیس روپے لے لیا کرو۔ بھلا ہم جیسے خلی
تھیں کہاں ملیں گے۔“
مرسلہ: شامیل ناظم الدین، کراچی
استاد: ”بتاؤ، زمین اور چاند کا آپس
میں کیا رشتہ ہے؟“
شاگرد: ”بہن اور بھائی کا۔“
استاد: ”وہ کیسے؟“
شاگرد: ”سرا! چاند کو ہم ماموں اور
زمین کو ماں کہتے ہیں۔“
مرسلہ: انعام منصور، لیاقت آباد
باپ: ”بیٹے! یہ تم ہتھوڑے سے دیوار
کا پلستر کیوں اکھاڑ رہے ہو؟“



نوناہال ادیب

حمیرا مختار، کراچی سیدہ بین فاطمہ عابدی، پنڈوان خان
ملک محمد طفیل، سوڈی کجھر شمرہ شفیق انصاری، کراچی
ترین زہرہ، کراچی حسنا احمد چوہان،
نورالعین محمد طارق، منڈوالہیار سیدہ زویا، کراچی

بچی محبت

پرکھڑی یہ صورت حال دیکھتی رہیں۔ ایک
رات پہلے ہی گاؤں سے اپنے بیٹے جاوید
کے گھر کراچی آئی تھیں۔ جاوید ان کا سب
سے بڑا بیٹا تھا اور علم حاصل کرنے کا شوق
اسے گاؤں سے کراچی لے آیا تھا۔ یہاں
وہ اپنے ماموں کے گھر رہا۔ جب پڑھ لکھ کر
اس نے ایک اچھی نوکری بھی کر لی تو اس
کے ماموں نے اس کی شادی اپنی بیٹی طاہرہ
بانو سے کر دی تھی۔
یہ پہلا موقع تھا کہ اس کی والدہ
رنج الاول کے مہینے میں کراچی آئی تھیں۔
بچے اپنے والد کے ساتھ خریداری
دادی جان بھی کمرے کے دروازے کر کے واپس آئے تو بہت تنگھے ہوئے، مگر

حمیرا مختار، کراچی

”۱۲ رنچ الاول کا دن قریب ہے بابا
جان! اور ہم بھی اپنا گھر جانا چاہتے ہیں۔
آپ ہمیں سجاوٹ کا سامان دلوادیں گے
نا!“ معیز نے التجائیہ انداز میں پوچھا۔
”کیوں نہیں بیٹا! ہم آپ کو سب کچھ
دلوائیں گے۔“ بابا جان نے معیز کے سر پر
پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

دانیال، معیز، لائیبہ اور منجی فاطمہ نے
”بابا جان زندہ باد“ کا نعرہ بلند کیا اور بابا
جان کے کمرے سے نکل گئے۔

دادی جان بھی کمرے کے دروازے

بیٹا: ”ابو! پہلے تو آپ نے بھی منع نہیں
کیا؟“

باپ: ”پہلے ہم کرائے کے مکان میں رہتے
تھے، اب یہ نیامکان میں نے خرید لیا ہے۔“

مرسلہ: سعد شاہد، گولیمار
مسجد میں دو آدمی دعا مانگ رہے تھے۔

ایک آدمی کہہ رہا تھا: ”یا اللہ! مجھے دو ہزار
رپے دے دے۔“

دوسرے نے کہا: ”یا اللہ! مجھے دوسو
رپے دے دے۔“

پہلے آدمی نے غصے سے دوسرے کی
طرف دیکھا اور کہا: ”یہ لو دو سو روپے اور

اللہ کو میرے بارے میں غور کرنے دو۔“
مرسلہ: حسان وقاص، سکھر

ایک آدمی بچے سے: ”میں تین تک گنوں
گا، مجھے کم از کم ۱۴ پھلوں کے نام بتاؤ۔“

بچہ: ”ٹھیک ہے۔“
آدمی: ”ایک۔“

بچہ: ”امرود۔“
آدمی: ”دو۔“

بچہ: ”سیب۔“
آدمی: ”تین۔“

بچہ: ”ایک درجن کیلے۔“
مرسلہ: عبداللہ طارق الہی، اورنگی ٹاؤن

ایک بے وقوف (اپنے دوست سے):
”کسی نے میری بھینس چرائی ہے، مگر اسے

کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔“
دوست: ”وہ کیوں؟“

”اس لیے کہ آج صبح ہی میں نے اس
کا دودھ نکال لیا ہے۔“

مرسلہ: میمنہ محمد صدیق، کوٹ غلام محمد
ایک آدمی (بچے سے): ”تمہارا تعلق

کس خاندان سے ہے؟“
بچہ: ”بس نہ پوچھیے۔“

آدمی: ”کیوں؟“
بچہ: ”ابا جان مجھے اُلُو کہتے ہیں، امی

گدھا کہتی ہیں، استاد صاحب روزانہ مرزا
بنادیتے ہیں اور دادا جان کہتے ہیں کہ میرا

پوتا شیر ہے شیر۔“
مرسلہ: محمد احمد آصف، احمد پور شرقیہ

خوش تھے۔ بچے خوشی خوشی اپنی خریدی ہوئی چیزیں دادی جان اور امی جان کو دکھاتے رہے۔ دادی جان تمام چیزوں کو تعجب سے دیکھتی رہیں۔

اگلے روز بابا جان اور سب بچے سارا دن گھر کو مختلف چیزوں سے سجانے میں مصروف رہے۔ دادی جان نے بچوں کی یہ کارروائی دیکھ کر اپنی بہو سے پوچھا تو اس نے تفصیل سے بتایا کہ یہاں بارہ ربیع الاول کے دن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ گھروں، سڑکوں، گلیوں، بازاروں چھوٹی بڑی سب عمارتوں کو جھنڈوں اور برقی قلموں سے سجایا جاتا ہے اور اس طرح تمام عاشقان رسول، نبی پاکؐ سے اپنے عشق کا اظہار کرتے ہیں۔

دادی جان کو یہ سب سن کر بہت حیرت ہوئی، کیوں کہ وہ جس گاؤں میں رہتی تھیں، وہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ یہ سب ان کے لیے انوکھا اور بالکل نیا تھا۔ وہ یہی سوچتی رہیں کہ گھر کے سب لوگ عید میلاد النبیؐ منانے کے لیے تو بے تاب ہیں، لیکن سب نے غیر اقوام کے طرز زندگی کو اپنا رکھا ہے۔

ایک دن انھوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ گھر بھر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق، ان کے بتائے ہوئے طریقے سے زندگی گزارنے کی طرف راغب کریں گی۔ یہی طرز زندگی نبی کریمؐ سے سچی محبت کی دلیل ہے۔

اگلے ہی روز سے دادی جان نے اپنی مہم کا آغاز کر دیا۔ گھر کے افراد کو مختلف اسلامی آداب کے بارے میں بتانے لگیں۔ جب بھی گھر کے کسی فرد کو کوئی کام کرتے دیکھتیں تو بہت پیار اور محبت سے اسے سمجھاتیں کہ اس کام کو دینی طریقے کے مطابق اس طرح سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

جب بچے اسکول سے گھر آتے تو خود بڑھ کر انھیں سلام کرتیں اور پیار سے انھیں سمجھاتیں کہ گھر میں داخل ہوتے وقت، گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھنی چاہیے، پھر سب گھر والوں کو سلام کرنا چاہیے۔ یہ ہمارے پیارے نبیؐ کی سنت ہے۔ اسی طرح جب کسی کو پانی پیتے دیکھتیں تو بتاتیں کہ پانی ہمیشہ بیٹھ کر، بسم اللہ پڑھ کر اور تین سانس میں پینا سنت کے مطابق ہے۔

جب گھر والے کھانا کھانے بیٹھتے تو سب کو کھانے کے اسلامی آداب بتاتیں۔ رات کو سونے سے پہلے بچوں کو وضو کرنے کی تاکید کرتیں۔ جب خود نماز کے لیے کھڑی ہوتیں تو اپنے ساتھ بچوں کو بھی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا کر لیتیں۔ اسی طرح جب کلام پاک کی تلاوت کرتیں تو بچوں کو بھی مدرسے کا سبق یاد کرانے کے لیے اپنے ساتھ ہی بیٹھا لیتیں۔

اسی طرح اور دیگر اسلامی آداب بھی سب کو سکھاتی رہتیں۔ یوں رفتہ رفتہ بچے بڑے سب ہی حضور اکرمؐ کی سنتوں سے آگاہ ہو گئے اور ان پر عمل بھی کرنے لگے۔

دادی جان نے سمجھایا کہ نبی پاکؐ سے سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

نیا سال آیا

ملک محمد طفیل، سوڈی مگر

مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج نے کہا ہے کھول آنکھ، نئے سال کا آغاز ہوا ہے اک تازگی ہر چیز سے ہونے لگی ظاہر یہی ہوئی کیا خوب گلستاں کی فضا ہے یوں روشنی اتری ہے فضاؤں سے چمن میں کرنوں نے ہر اک پھول کا منہ چوم لیا ہے آمد میں نئے سال کی پیغام ہے پنہاں جو قدر کرے وقت کی، انساں ہے وہ انساں یہ وقت ہی سب سے بڑی دولت ہے جہاں میں جو وقت گناتا ہے، وہ انسان بھی ہے حیواں

دن رات کی گردش یہ سنا ہی ہے کہانی
اس عالم خاکی کی ہر اک چیز ہے فانی
وہ شخص، مگر زندہ و جاوید ہے بے شک
کردار کی اچھائی بنی جس کی نشانی
یہ سال مبارک ہو، لیوں پر یہ دعا ہے
محنت سے کریں کام، یہ بردل کی صدا ہے
کل اپنا اگر آج سے بہتر ہو تو جانیں
پستی سے بلندی کی طرف جائیں تو مانیں
چرچا وطن پاک کی عظمت کا ہو ہر سو
دیکھتے یہ جہاں پر ہم ہمت کی اڑانیں
سوننا بنانے کا گھر
تین زہرہ، کراچی

پرانے زمانے کی بات ہے کہ تھائی لینڈ
کے ایک دور دراز گاؤں ”ہاتھنگ“ میں
”نائے ہا“ نامی شخص رہتا تھا، جو انتہائی
کابل اور بے پروا آدمی تھا۔ نہ تو وہ اپنی
بیوی بچوں اور گھر کے مسائل کی طرف توجہ
دیتا تھا اور نہ اپنی زمینوں اور کیلے کے
باغوں کی دیکھ بھال کرتا۔ اسے تو بس سونا
پرانے زمانے کا مگر معلوم کرنے کی دھن لگی ہوئی
تھی۔ سونا بنانے کا جھوت اس کے سر پر ایسا
سوار تھا کہ باقی کسی کام کی طرف وہ دھیان
ہی نہیں دیتا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ عرصے میں
وہ کنگال ہو گیا۔ گھر کا چوٹھا جلنا مشکل ہو گیا۔
اس سے پہلے کہ فاقوں کی نوبت آتی،
اس کی بیوی اپنے والد کے گھر گئی اور سارا
حال بیان کیا۔ اس کا باپ ایک عقل مند اور
تجربے کار آدمی تھا۔ قتل سے ساری روداد
سننے کے بعد سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے اپنی
بیٹی کو تسلی دی اور کہا کہ تم واپس گھر جاؤ، میں
”نائے ہا“ کو سمجھا دوں گا۔ اس کی بیٹی
مطمئن ہو کر اپنے گھر چلی آئی۔

سُسر نے راز دانہ لہجے میں کہا: ”نائے ہا!
مجھے علم ہے کہ تمہیں سونا کتنا پسند ہے۔
در اصل مجھے سونا بنانے کا مگر معلوم ہو گیا
ہے۔ باقی سب چیزیں تو میں اکٹھا کر چکا
ہوں، بس اگر ایک چیز مل جائے تو پھر سمجھو
کہ ہم سونا بنانے میں کام یا ہو سکتے ہیں۔ کیا
وہ چیز تم حاصل کر سکو گے؟“

نائے ہا اپنے سُسر کی بات سن کر خوشی
سے پھولے نہ سہایا اور بہت اشتیاق سے
پوچھا: ”جناب! جلدی بتائیں، وہ کیا چیز
ہے؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ چاہے کچھ بھی
ہو، میں اسے حاصل کرنے کے لیے دن
رات ایک کر دوں گا۔“

نائے ہا کے سُسر نے مسکراتے ہوئے
کہا: ”تو پھر سنو! کیلے کے پتوں کے نچلے
حصے والے باریک سفید ریٹوں کا سفوف اگر
تین کلو گرام ہی مل جائے تو کام بن جائے گا،
لیکن یہ خیال رہے کہ یہ سفوف تمہارے اپنے
کے پتوں کی چٹائی کے سطح والے ریٹوں کا سفید

سفوف جمع کرنے میں مصروف تھا۔ اسے سونے کے سکوں سے بھری ہوئی ہے۔
درختوں پر اُگے ہوئے کیلوں کے پتھوں
سے کوئی دل چھٹی نہیں تھی۔ اس کے دماغ
پر سونے کا خط سوار تھا۔ وہ اس بات سے
بے خبر تھا کہ اس کی بیوی اور بیٹے درختوں
سے کچے ہوئے کیلوں کے بھاری گچھے اُتار
رہے ہیں۔

کئی روز بعد جب وہ تین کلوگرام سفید
سفوف اپنے عقل مند سُسر کے پاس لے کر
گیا اور سونا بنانے کا گر بتانے کا مطالبہ کیا تو
اس کے سُسر نے مسکراتے ہوئے کہا:
”نائے ہا! اب تو تم خود ڈھیر سارے سونے
کے مالک بن چکے ہو۔ جاؤ، اپنے گھر جاؤ۔
تمہاری محنت کا پھل، سونے کے سکے
تمہارے گھر میں موجود ہیں۔“
نائے ہا بھاگ بھاگ گھر پہنچا تو کیا
دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی اور بچے گھر کے
بڑے کمرے میں اس کے منتظر ہیں اور میز
محنت سے جی چراؤں گا۔

میری اردو زبان

نور العین محمد طارق، ٹنڈوالہیار

ہماری قومی زبان ”اردو“ کئی
زبانوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں عربی،
فارسی، ہندی، ترکی کے علاوہ اور کئی
زبانیں شامل ہیں۔ اس لیے اردو کو لشکری
زبان کہا جاتا ہے۔ ہماری پیاری قومی
زبان اردو پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ
دوسرے ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی
ہے۔ اردو کے مخالفین نے اردو کو تباہ و برباد
کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کی، مگر وہ ناکام
رہے۔ ہر شخص کی پہچان اس کی زبان سے
ہوتی ہے اور ہماری پہچان پاکستان اور
اردو زبان سے ہے، مگر افسوس آج اس
نئے معاشرے نے ہماری اپنی ہی زبان کو
پس پشت ڈال دیا ہے۔

اردو جیسی پیاری زبان کو بچانے اور
اسے ترقی دینے کے لیے بہت سے لوگوں

نے جدوجہد کی، جن میں سے ایک عظیم
مثال ”مولوی عبدالحق“ کی ہے۔ جن کو
”باباے اردو“ کہا جاتا ہے۔

مولوی عبدالحق نے اپنی پوری زندگی
اردو زبان کی خدمت میں لگا دی۔ یہ عظیم
انسان صرف اردو زبان کے لیے ہے۔

اردو وہی پیاری اور خوب صورت
زبان ہے جو دنیا کے کئی لوگ سمجھ سکتے ہیں
اور پوری دنیا میں جہاں بھی برصغیر کے لوگ
آباد ہیں، وہ بات چیت کرنے کے لیے
اردو کا سہارا لیتے ہیں۔

ہمارے قومی شاعر علامہ اقبال نے
اپنی اردو شاعری سے لوگوں کے دلوں میں
آزادی کی اُمتگ پیدا کی۔

”اردو“ کی اہمیت بتاتے ہوئے
مرزا داغ دہلوی فرماتے ہیں:

اردو ہے جس کا نام بھی جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے
قائد اعظم محمد علی جناح بھی اردو زبان

کی اہمیت سے واقف تھے۔ اردو کے سلسلے میں شہید پاکستان حکیم محمد سعید اور مرحوم مسعود احمد برکاتی کی کوششیں بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔

اردو ہماری پہچان ہے، اس زبان کو ترقی دینے کے لیے جن لوگوں نے محنت کی ہے، آج ان ہی کی محنت کا نتیجہ ہے کہ ہم اردو زبان بول سکتے ہیں۔ دیگر زبانیں عربی، انگریزی، چینی وغیرہ سیکھنا اچھی بات ہے، مگر اپنی زبان کو اہمیت نہ دینا، بہت بُری بات ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان کو سمجھیں، سیکھیں اور دوسروں کو بھی سکھائیں۔

علم کے فوائد

سیدہ مبینہ فاطمہ عابدی، پنڈدادن خان
علم سے انسان کا دل باغ باغ
علم سے عقل کا روشن چراغ
علم سے انسان کو آتی ہے تمیز
علم سے ہے آدمی ہر دل عزیز

علم سے بڑھتی ہے ہر آجا آبرو
علم کی لازم ہے ہر دم جستجو
علم سے ہو جاتی ہے تفریح روح
علم سے انسان پاتا ہے فتوح
علم پر کیوں کر نہ ہو ہر دل فدا
علم سے مل جاتی ہے راہِ خدا
علم سے ہوتی ہے حاصل برتری
علم کر دیتا ہے عیبوں سے بری

ایک غریب کی دہائی

شرہ شفیع انصاری، کراچی

قرار پاتی ہیں شاہکار جن کی تصویریں
وہ بچے بھوک سے فٹ پاتھ پر سکتے ہیں

غریبوں کے حقوق کی بات کرنے
والے لوگ بڑے جوش و خروش سے اپنا کام کر
رہے ہیں۔ یہ لوگ صرف ظاہری نمود و نمائش
کو پسند کرتے ہیں۔ کوئی ان سے نہیں پوچھتا
کہ انھوں نے کتنے غریبوں کی مدد کی۔

بچوں کو قائد اعظم محمد علی جناح نے قوم کا

سرمایہ کہا۔ سڑکوں پر بھیک مانگنے والے بچے،
گازیوں کے باہر پھول بیچنے والے بچے،
بسوں میں پانی پلانے والے بچے، کچرا چٹنے
والے بچے، سڑکوں پر تپتی دھوپ میں بھوک
سے سکتے بچے کیا ملک و قوم کا سرمایہ بن سکتے
ہیں اور پاکستان ترقی کر سکتا ہے۔

ملک کے بڑے لوگ جن کے ہاتھ
میں ملک کی باگ ڈور ہے، جو صرف
خوب صورت تقریریں کر کے داد و وصول
کر سکتے ہیں، مگر ان کی مدد نہیں کر سکتے۔
انھیں تو صرف اخباروں میں تصویریں
چھپوانے اور ٹی وی پر آکر مشہور ہونے کا
شوق ہے۔ سب کو اپنی اپنی حیثیت کی فکر
ہے کہ ان کی نیک نامی اور ماکہ خراب
نہ ہو جائے، مگر خیر، اللہ کا ساز ہے۔

میرا عزم

حنات احمد چوہان، جگہ نامعلوم

بڑا ہو کر بنوں گا اچھا
دل کا پیارا من کا سچا

محنت کروں گا دن رات
کام کی بس کروں گا بات
اسلام کی میں کروں گا باتیں
ختم کردوں گا کفر کی راتیں
سیدھی راہ میں دکھاؤں گا
پھر کام میں سب کے آؤں گا
ہر ظلم کو ختم میں کردوں گا
بے گھروں کو میں گھر دوں گا
مل کے رہیں گے پھر سے سارے
جیسے ہیں چاند کے سنگ ستارے
میں گچی کروں گا ہر اک بات
کیا خوب ہے تیرا عزم حنات

خوف

سیدہ زویا، کراچی

کافی رات گزر چکی تھی۔ گھر کے تمام
افراد سو رہے تھے۔ اچانک میری آنکھ کھلی۔
کمرے میں میری مسہری کے نیچے سے عجیب
سی آواز آرہی تھی۔
اس آواز کو سن کر میں خوف زدہ ہو گئی اور

بلا عنوان کہانی کے انعامات

ہمدرد نونہال دسمبر ۲۰۱۷ء میں وردہ شعیب صاحبہ کی بلا عنوان انعامی کہانی شائع ہوئی تھی۔ اس کہانی کے بہت اچھے اچھے عنوانات موصول ہوئے۔ کمیٹی نے بہت غور کر کے تین اچھے عنوانات کا انتخاب کیا ہے، جو تین نونہالوں نے مختلف جگہوں سے بھیجے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱۔ بے زبان محبت : عائشہ فاطمہ قادری، کاموکی
 - ۲۔ درد آشنا : لامبہ شہزاد، کراچی
 - ۳۔ زندہ کھلونا : محمد اسد شاہد، چشتیاں
- ✽ چند اور اچھے اچھے عنوانات یہ ہیں ✽
- مشرکہ دکھ۔ درد مشترک۔ خاموش محبت۔ درد کے ساتھی۔
- اپنا درد۔ احساس کا رشتہ۔ پیار کی زبان۔ سچی خوشی۔

ان نونہالوں نے بھی ہمیں اچھے اچھے عنوانات بھیجے

✽ کراچی: مصاص شمشاد غوری، محمد معین انصاری، خوشنور محمد، ام ایمن، زاراندیم، شاہ بشری عالم، راد بشر، عدینہ احمد، سیدہ حفصہ علی، سید شہنل علی اظہر، سید عفاف علی جاوید، سید صفوان علی جاوید، سیدہ سالکہ محبوب، سیدہ تسبیح محفوظ علی، شمرہ شفیع انصاری، حفظہ حسان، سید باذل علی اظہر، محمد سلمان زاہد، زاہد امتیاز، صدق آسیہ، مارہ فاروق، ہامانی، عبدالعہد، پرویز حسین، فاطمہ خان، عروہ امین، یسریٰ فرزین، نازش فاطمہ، نجم الدین قریشی، رانا کامران، اریہ افروز، رضوانہ حق،

سے چھپ کر کھار ہا ہوں۔“

”امی نے کیوں منع کیا تھا؟“

اس نے بتایا: ”امی نے میرے دانت صاف کروا کر کہا تھا کہ اب کچھ نہیں کھانا، ورنہ دانت دوبارہ صاف کرنا پڑیں گی۔“ ☆

لکھنے والے نونہالوں کو مشورہ

نونہال کہانی، مضمون وغیرہ جب اشاعت کے لیے بھیجیں تو ایک نقل (نونو کاپی) اپنے پاس ضرور رکھا کریں۔ جب آپ کی بھیجی ہوئی تحریر شائع ہو جائے تو دونوں کو ملا کر دیکھیں کہ کہاں کہاں تبدیلی کی گئی ہے۔ کس جملے کو کس طرح درست کیا گیا ہے۔ کون سا پیرا گراف کا نا گیا ہے اور نیا پیرا کہاں سے شروع کیا گیا ہے۔ تحریر کا عنوان بدلا گیا ہے یا نہیں اور اگر بدلا گیا ہے تو کیا یہ پوری تحریر کا احاطہ کر رہا ہے یا نہیں۔ ایسا کرنے سے آپ بہت جلد اچھا لکھنے لگیں گے۔ تحریر لکھ کر اس کے نیچے اپنا پتا ضرور لکھ دیں، ورنہ تحریر ضائع ہو جائے گی۔ طویل تحریر نہ لکھیں۔

☆☆☆

میرا دل بہت تیزی سے دھڑکنے لگا۔ کمرے میں مدھم سی روشنی تھی۔ میرے برابر میں میری بڑی بہن سوری تھیں۔ میں نے ان کو جگایا۔ وہ گہری نیند میں تھیں، پھر بھی میں نے انھیں اپنے خوف سے آگاہ کیا کہ بید کے نیچے سے عجیب سی آواز آرہی ہے۔ اس وقت تک آواز آنا بند ہوگئی تھی۔ باجی نے بڑی بے فکری سے کہا کہ سو جاؤ، یہ سب تمہارا دہم ہے۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ سو گئیں، مگر میرے دماغ میں الجھن برقرار تھی کہ آخر وہ کس چیز کی آواز تھی۔ میں یہ سوچ ہی رہی تھی کہ پھر وہی آواز آنا شروع ہوگئی۔ میں نے ہمت کر کے اس آواز کی کھوج لگانے کا فیصلہ کیا۔ میں نے آیت الکرسی پڑھتے پڑھتے مسہری کے نیچے جھانکا تو کیا دیکھتی ہوں میرا اچھوٹا بھائی بید کے نیچے لیٹا پا پڑ کھار ہا تھا۔ میرے منہ سے بے ساختہ آواز نکلی: ”اُف میرے خدایا! حاد اتم نے تو مجھے ذرا ہی دیا۔ تم مسہری کے نیچے لیٹ کر پا پڑ کیوں کھا رہے ہو؟“ وہ بولا: ”امی نے مجھے منع کیا تھا۔ امی

جوابات معلومات افزا - ۲۶۴

سوالات دسمبر ۲۰۱۷ء میں شائع ہوئے تھے

دسمبر ۲۰۱۷ء میں معلومات افزا - ۲۶۴ کے لیے جو سوالات دیے گئے تھے، ان کے درست جوابات ذیل میں لکھے جا رہے ہیں۔ تمام درست جوابات دیئے والے نوہائوں کی تعداد ۱۵ سے زیادہ تھی، اس لیے ان سب نوہائوں کے درمیان قرعہ اندازی کر کے ۱۵ نوہائوں کے نام نکالے گئے۔ ان سب نوہائوں کو ایک ایک کتاب روانہ کی جائے گی۔ باقی نوہائوں کے نام شائع کیے جا رہے ہیں۔

- ۱۔ قرآن پاک میں سورۃ بقرہ کے بعد سب سے زیادہ آیات سورۃ الشعرا میں ہیں۔
- ۲۔ پاکستان میں پہلی مروجہ شہری ۹ فروری ۲۸ فروری ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی۔
- ۳۔ مونیٹرو ڈاکو کے کھنڈرات صوبہ سندھ میں دریافت ہوئے۔
- ۴۔ پائرومینز کو اردو میں آتش پیا کہتے ہیں۔
- ۵۔ انسان کے حواس خمسہ میں سنے کی جس کو سامعہ کہتے ہیں۔
- ۶۔ لبنان کا سکہ پونڈ کہلاتا ہے۔
- ۷۔ ”قرطبہ“ اسپین کا قدیم شہر ہے۔
- ۸۔ ”آدین“ فارسی زبان میں بٹنے کے دن کو کہتے ہیں۔
- ۹۔ مشہور ناول ”پیشنگر“ اردو کے ممتاز ادیب صدیق مسالک کی تصنیف ہے۔
- ۱۰۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا اصل نام بی بی الدین احمد تھا۔
- ۱۱۔ اردو زبان کی اس ضرب النثر کو مکمل کیجیے: ”احمد کی چوڑی مجھ کے سر۔“
- ۱۲۔ میر تقی میر کے اس شعر کا دوسرا مصرع اس طرح درست ہے: زمیں سخت ہے، آسمان دور ہے۔

قرعہ اندازی میں انعام پانے والے پندرہ خوش قسمت نوہائیں

- ☆ کراچی: عربہ امین، سیدہ مریم محبوب، سید فیصل علی اظہر، محمد سلمان زاہد، ماہا زیدی، ارسلان احمد۔
- ☆ بہاول پور: ایمین نور ☆ میر پور خاص: عائشہ مہک ☆ احمد پور شرقیہ: بدر بن مغیرہ۔
- ☆ حیدرآباد: طایبین ☆ تلہ گنگ: عائشہ نور ☆ لکھنؤ: معاذ محمد یعقوب۔
- ☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ: سعدیہ کوثر فضل ☆ بے نظیر آباد: ولید امجد کبہہ ☆ کبیر والا: محمد عمر اشرف آرائیں۔

ماہ نامہ ہمدرد نوہائیں ۱۱۳ فروری ۲۰۱۸ء

عاصم قریشی، محمد وقاص، احتشام شاہ فیصل، محمد شاہد خان، محمد فضل سلیمان خان، حسن علی، عدنان اسلم، بہادر، محمد عرفان روق، ایاز حیات، عبدالنواب محمد ارشد، محمد زبیر احمد، جمال الدین اسد، احسن محمد اشرف، محسن محمد اشرف، محمد معین الدین غوری، نور حیات، اختر حیات، عبداللہ طارق الہی، ایمین شیخ، صفیہ، ماہ نور فاطمہ، محمد اشبل عاصم خان، رضی اللہ خلیل، محمد زایان خان، بدیعہ قصیر، عبدالرحیم آفتاب صدیقی، محمد عبداللہ اعوان، حفصہ شفیق، علیہا اختر، روبینہ فضل، طوبیٰ ارشد، سمیعہ توقیر، زہرہ شفیق ☆ پرانا سکھر: اسامہ عروج، رباب فاطمہ ☆ بے نظیر آباد: ولید امجد کبہہ، محمد سلیم خانزادہ، فرو اسعد خانزادہ ☆ ڈیرہ غازی خان: عفت سراج، رفیق احمد ناز ☆ کھروڑ پکا: محمد ارسلان رضا ☆ کوٹ غلام محمد: میمونہ محمد صدیق ☆ میر پور خاص: طوبیٰ شعیب شیخ، سیکندہ سیال، فیروز احمد، محمد علی خان ☆ حیدرآباد: جواد احمد شہاب، مریم بخت کاشف، محمد بلال راجپوت، فلک بخت ندیم، طوبیٰ سلیم شیخ، عائشہ ایمین عبداللہ ☆ شکار پور: محمد عامر شیخ، صباح شیخ ☆ کاموکی: لائقہ نور قادری، نفیسہ فاطمہ قادری، خدیجہ نشان، حسن رضا سردار صفی ☆ بہاول پور: قرۃ العین بیٹی، ایمین نور، احمد ارسلان، صباحت گل، محمد احمد آصف ☆ احمد پور شرقیہ: محمد دانش فردوس، محمد وسیم اللہ یار ☆ لاہور: حفصہ سجاد، ادب الرحمن ☆ راولپنڈی: ملک محمد احسن، شفیق نور، ہانیہ نور بٹ ☆ اسلام آباد: ماریہ شمس القادر، محمد حمزہ ذاکر، عافیہ قتیق، محمد معاذ حفیظ ☆ انک: فاطمہ الزہراء، بشام احمد ☆ شیخوپورہ: محمد احسان الحسن ☆ جھنگ صدر: حافظہ فاطمہ عبدالجبار ☆ ساکھڑ: محمد عاقب منصور دہلوی ☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ: سعدیہ کوثر فضل ☆ ٹنڈو جام: عائشہ خان خانزادہ ☆ مگھو منڈی: عبدالجبار رومی انصاری ☆ جھڑو: شہزیم راجا ☆ تنگی: محبوب گل ☆ تلہ گنگ: عائشہ نور ☆ ڈیرہ اسماعیل خان: محمد عظیم ☆ کوٹلی: زرفشاں بابر ☆ ساہیوال: اربیبہ ظفر ☆ ملتان: عتیقہ محمد اصغر ☆ علی پور: سلمان یوسف سمیعہ ☆ کبیر والا: محمد علی اشرف آرائیں ☆ کالا گجراں: سیماں کوثر ☆ کھڈیاں: شازیہ ہاشم میواتی ☆ پٹانکھل: منال آصف ☆ جڑوالہ: رضوان الدین عبداللہ عابد۔ ☆

ماہ نامہ ہمدرد نوہائیں ۱۱۲ فروری ۲۰۱۸ء

۱۲ درست جوابات دینے والے قابل نونہال

☆ کراچی: سید نوفل علی محبوب، سید شہباز علی، سیدہ جویریہ جاوید، کنول فاطمہ زیدی، ناعمہ تحریم
☆ بہاول پور: احمد ارسلان، عبات گل، قرۃ العین عینی ☆ میر پور خاص: نیہا شعیب شیخ، آمنہ سیال
☆ احمد پور شرقیہ: محمد وسیم اللہ، یار ☆ کمر وٹکا: محمد ارسلان رضا ☆ راولپنڈی: ہانیہ نور بٹ۔

۱۱ درست جوابات بھیجنے والے سمجھ دار نونہال

☆ کراچی: ام حفصہ، فتح خانی، عمیرہ احمد، محمد بلال صدیقی، عبداللہ اعوان، علینا اختر، سیدہ حنیملی، عازرہ خان، زہرہ
☆ شفیق ☆ اسلام آباد: محمد معاذ حفیظ، عازرہ شفیق، ظہیر زہرہ ☆ لاہور: ادیب الرحمن، نہال احمد، امتیاز علی ہار
☆ کاموکی: حسن رضا سردار صفی، خدیجہ نشان، نفیسہ فاطمہ قادری، عائشہ فاطمہ قادری، لائقہ نور قادری
☆ مظفر گڑھ: میسرہ ملک، سارہ عزیز ☆ کراچی: محمد عامر شیخ، عبا عبدالستار شیخ ☆ بے نظیر آباد: فردا سعید خانزادہ،
محمد سلیم خانزادہ ☆ حیدر آباد: عائشہ انیس عبداللہ ☆ راولپنڈی: ملک محمد احسن ☆ چوکارو: فاضل زمان
☆ ڈیرہ غازی خان: رفیق احمد ناز ☆ کراچی: کینٹ: اعجاز سہیل ☆ پراٹا سکھر: مہرین فاطمہ ☆ ساگھر: محمد عاقب
منصوری ☆ سرگودھا: محمد رفیع خان ہاشمی ☆ کلاں گجران: محمد افضل ☆ جزائوالہ: رضوان الدین عبداللہ عابد۔

۱۰ درست جوابات بھیجنے والے علم دوست نونہال

☆ کراچی: اریبہ فلام محمد، شاہد محمد ابرار عالم، حفصہ شفیق، سمیدہ توقیر، یسریٰ فرزین، نازش فاطمہ، محمد زایان خان، عدینہ
احمد، محمد اویس لطیف، تاجہ شہباز ☆ راولپنڈی: شفیق نور، عازرہ حبیب خان ☆ ٹنڈو جام: عائشہ خان خانزادہ ☆ جھڑو:
شہیرا راجا ☆ ڈیرہ اسماعیل خان: محمد عظیم ☆ کوئی: محمد جواد چغتائی ☆ شہنواز پور: محمد احسان احسن ☆ ملتان: عتیقہ محمد اعظمی۔

۹ درست جوابات بھیجنے والے مخلص نونہال

☆ کراچی: رضوانہ حق، طوبی ارشد ☆ بہاول پور: محمد احمد آصف، محمد احسن اکرم ☆ حیدر آباد: محمد بلال راجپوت
☆ میر پور خاص: محمد علی خان ☆ ساہیوال: محمد حبیب ظفر ☆ ملتان: محمد وجیہ نواز ☆ کوادر: محمود اقبال۔

۸ درست جوابات بھیجنے والے پرامید نونہال

☆ کراچی: عبداللہ طارق الہی، لایہ شہزاد، رضی اللہ خان ☆ پشتیان: محمد اسد شاہد ☆ کوٹ فلام محمد: میمونہ محمد
صدیق ☆ لاہور: حفصہ سجاد ☆ حیدر آباد: جواد احمد شہاب ☆ پٹانمکل: منال آصف۔

☆☆☆

آدھی ملاقات



یہ خطوط ہمدرد نونہال شمارہ
دسمبر ۲۰۱۷ء کے بارے میں ہیں

☆ زیر نظر شمارے کی تقریباً ساری تخلیقات سبق آموز،
☆ دل چسپ اور قابل تعریف ہیں جو آپ کی لیم کال جواب
☆ کارنامہ ہے۔ مجھے ہر شمارہ پہلے سے بہتر لگا۔ اس کے لیے
☆ آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کرشن پرویز، اٹلیا۔
☆ میں ہمدرد نونہال شوق اور باقاعدگی کے ساتھ پڑھتی
☆ ہوں اور اس رسالے کے لیے میں اکثر اپنی تحریریں بھی
☆ ارسال کرتی ہوں جو کبھی کبھی رسالے کی زینت بن جاتی
☆ ہیں۔ ایک کتاب "اعضا بولتے ہیں" منگوانا چاہتی
☆ ہوں۔ سیدہ یمن فاطمہ عابدی، پنڈو داخان۔
☆ جانور نے حیرت میں مبتلا کیے رکھا۔ پیارے نبی کی
☆ دیانت اور اصول کی بات بھی اخلاقی سبق لیے ہوئے
☆ ہیں۔ نظمیں قاندا عظم، خدا کی زمین پہ، آج کا ٹوٹ
☆ ہونٹ بہت پسند آئیں۔ عشرت چہاں، لاہور۔
☆ سرورق بہت اچھا لگا۔ جاگو جگاؤ میں یاد رہنے والی
☆ باتیں پیاری لگیں اور کہنی بات میں سیالکوٹ کا تعارف بھی
☆ بہت اچھا لگا۔ جب باری تعالیٰ اور نبی رسول مقبولؐ کے حد
☆ اچھی لگی۔ نیک لوگوں کے ساتھ کبھی نہ نہیں ہوتا، ہاں ان
☆ کا امتحان ہوتا ہے جیسے بانی کا سامان گم ہوا اور پھر بھی
☆ گیا۔ اقبال کے استاد محمد تحریر تھی، ماجد کے صبر اور اچھے
☆ طرز عمل نے لوگوں کو بھی نیک راہ پر ڈال دیا۔ نیک انجام
☆ اچھی کہانی تھی۔ جینی لوک کہانی سونے کی کہانی بھی عمدہ
☆ رہی۔ پرنسوں کی اصول دوستی میں پرنسوں نے اپنا فرض
☆ ادا کر دیا۔ خوب صورت کہانی بہت ہی اچھی لگی، ملی خود کو
☆ چالاک سمجھتی تھی اور کتے کو اپنے رو سے سے اپنا دشمن
☆ بنادیا۔ کتے ملی کی کہانی منبر سے ملتی عمدہ تھی۔ جنگلی کتے
☆ اسے خوشگوار ہوتے ہیں تو بد دوست نہ سمجھتے تو؟ جینی خیر کہانی
☆ ہے جسے پڑھ کر وہ گنگے تو کھڑے ہوتے ہیں۔ انور صاحب
☆ کے ساتھ شانی بھی سادگی ہو گیا۔ ایک مشین کی محبت مجب
☆ ہی لگی، لیکن جب کسی چیز کو کسی سے انس ہو جائے تو پھر کچھ بھی
☆ ممکن نہیں۔ تمام مشینیں اپنے جگہ منفرد اور بہت اچھے
☆ رہے۔ عبدالجبار رومی انصاری، قصور سٹی۔

یہ کتاب زیر طبع ہے۔ اشاعت کا اعلان کر دیا
جائے گا۔ تحریریں کڑے انتخاب سے گزرتی ہیں
اور بے شمار ہوتی ہیں، اس لیے وقت لگتا ہے۔
اپنی تحریر کی ایک نقل اپنے پاس رکھا کریں۔

☆ سال ۲۰۱۷ء کے آخری شمارے کا سرورق بہت خوب
☆ ہے۔ تحقیق وجہ تو کما کر ہے۔ جاگو جگاؤ میں بابائے قوم
☆ کے اخلاقی اوصاف کو سادہ الفاظ میں بیان کیا گیا۔ اس بار
☆ کہانیوں میں لفظی، لفظی، انیسکروٹائی، تضحیٰ آ پا اور دلاوی بکڑی
☆ گئیں گانے تحریریں ثابت ہوئیں۔ پڑھ کر بہت مزہ آیا۔
☆ ان کے علاوہ ترکیب، بلانو ان کہانی اور خاکے بابا بھی پسند
☆ آئیں۔ جلدوں اور یہاں کی نوٹا ہوا بہت خوب ہے۔
☆ معلوماتی مضامین میں آب زم زم، بانی کشکی کی سال گرہ،
☆ قسم قسم کے جانور اور قیمتی دھاتیں مفید ہیں۔ قسم قسم کے

✽ الحمد للہ تازہ شمارہ شان دار تھا۔ تمام کہانیاں اور تمام تحریریں معلومات سے بھرپور تھیں۔ خاص طور پر مجھے معلوماتی تحریریں بہت پسند ہیں۔ اپنا خط دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی، لیکن آپ میری کوئی تحریر شائع نہیں کرتے۔ محمد سلمان زاہد، کراچی۔

جس تک آپ کی کوئی تحریر چھپ نہ جائے، کوشش جاری رکھیے۔ امت نہ ہارے۔

✽ دہبر کا شمارہ میں سب سے پہلے جاگو دیکھو پڑھا۔ قائد اعظم کی زندگی کے بارے میں پڑھ کر خوشی ہوئی۔ پھر پہلی بات پڑھی اور اس پر غور و فکر کیا۔ سلیم انکھل نے ہمارے پیارے نبی کے حالات زندگی کے حوالے سے جو باتیں بتائیں، وہ واقعی میں بے مثال ہیں۔ سید سادات علی جوہر نے "نعت رسول مقبول" بہت ہی دل کش انداز میں لکھی۔ خدا کی زمین پر (شرافت خیاہ) اور آج کا نوٹ بوٹ (ادیب سچ چمن) اچھی نظمیں تھیں۔ نسرین شاہین کا مضمون "پیارے نبی کی دیانت" بہت اچھا لکھا ہوا تھا۔ جب کہ "اصول کی بات" محمد ارسلان رضا نے جس طرح قائد اعظم کے بارے میں بتایا وہ انہی کا ہی خاصہ تھا۔ آپ زم زم، بانی کھل کی سال گرہ اور قسم قسم کے جانور (ظفر شمیم) بہت ہی معلوماتی مضامین تھے۔ کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں، جن میں فنی فنی (مسعود احمد برکاتی)، انسپکٹر چٹنی (راؤ جی)، اور نمٹی آپا (تکلیل صدیقی) پڑھ کر بہت فنی آئی۔ نونا ہوا ناطہ (جدون ادیب) اور خاکی بابا (طیلس جبار) منفرد کہانیاں تھیں۔ بلا عنوان کہانی ایک حساس موضوع کی اچھی کہانی تھی۔ مجموعی طور پر نونہال بہت اچھا تھا۔ عاصمہ فرمین، کراچی۔

✽ دہبر کا شمارہ دیر سے بلا، مگر بہت شان دار تھا۔ روشن خیالات، نعت رسول مقبول (سید سادات علی جوہر)، نسرین شاہین کی تحریر پیارے نبی کی دیانت، آپ زم زم، اصول کی بات (محمد ارسلان رضا) زبردست تحریر تھیں۔ راؤ جی کی "انسپکٹر چٹنی"، تکلیل صدیقی کی "نمٹی آپا" پڑھ کر بہت فنی اور مزہ آیا اور حمدان احمد مدان کی نظم "صبح کی ملک" بہت اچھی تھی۔ رشنا جلال الدین شیخ، کراچی۔

✽ دہبر کا شمارہ دل چسپ تھا۔ کہانیوں میں دینے تو سب کہانیاں اچھی تھیں مگر ترکیب، بلا عنوان کہانی اور فنی فنی بہت زبردست تھیں۔ فنی فنی سے میں بتا چکا کہ انسان کو ہمیشہ عقل سے کام لینا چاہیے۔ عبداللہ طارق الہی، لاہورنگی ٹاؤن۔

✽ ہمدرد نونہال میرا سب سے پسندیدہ رسالہ ہے۔ جو چیز انسان کو بہت محبوب ہو اس چیز کی جتنی بھی تعریف کی جائے، کم ہوتی ہے۔ میں اپنے اس پسندیدہ رسالے میں پہلی بار شرکت کر کے ایک کہانی بھیج رہا ہوں۔ محمد طاہر کلیم، چکول۔

اشاعت کے لیے آپ نے کہانی کی فونو کاپی بھیجی ہے، انتہائی مدہم ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں جاسکتی۔ اصل تحریر بھیجیں، جو صفحے کے ایک طرف ایک لائن چھوڑ کر لکھی گئی ہو۔

✽ سبحان اللہ، ماشا اللہ، الحمد للہ رسالے کی تمام کہانیاں لا جواب تھیں۔ شمارہ معلومات اور دل چسپوں سے بھرپور تھا۔ بلا عنوان کہانی سے مضبوط حوصلہ ملا۔ شمارے کی تحریریں پڑھ کر میں اتنا خوش ہوا کہ جتنا کوئی بھی انسان خوش نہیں ہو سکتا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ آپ ای طرح شمارے کے لیے مصروف مل رہیں اور آپ کی طرح فونو کاپی کی خدمت دہنمائی کرتے رہیں۔ انکھل مسعود احمد برکاتی کی

موت کا بڑا انسوس ہوا۔ محمد فرحان زاہد، کراچی۔

✽ دہبر کا شمارہ بہت اچھا لگا اور بہت ہی مزہ آیا۔ تمام کہانیاں، نظمیں، ہنسی گھر، بیت بازی، علم در پیچ، نونہال ادیب دیگر تحریریں بہت اچھی لگیں۔ سرورق کی پڑی کی تصویر بہت خوب صورت لگی۔ میں نے ایک سال پہلے دو کہانیاں، دو نظمیں بھیجی تھیں۔ آپ نے ابھی تک شائع نہیں کیں۔ عاتشہ خان خانزادہ، منڈو جام۔

آپ کی ایک سال پہلے کی تحریریں ممکن ہے ہمیں نہ ملی ہوں۔ یا کسی وجہ سے سست رہ گئی ہوں۔ لکھنے کی مشق جاری رکھیے۔

✽ دہبر کا شمارہ بہت شان دار تھا۔ جاگو دیکھو اور روشن خیالات سے اچھا سبق ملا۔ فنی فنی، ترکیب اور نونا ہوا ناطہ سبق آموز کہانیاں تھیں۔ آپ زم زم معلوماتی تحریر تھی۔ قسم قسم کے جانور پڑھ کر اچھا لگا۔ خاکی بابا بہترین کہانی تھی۔ نونہال ادیب میں نونہالوں کی کوشش زبردست تھی۔ انسپکٹر چٹنی پڑھ کر ہنسنے پر مجبور ہو گئے۔ فنی گھر پڑھ کر ہنسنے ہی رہ گئے۔ نونہال خبر نامہ بہت ہی دل چسپ تھا۔ تمام تحریریں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ انکھل! برائے مہربانی "عظیم مسلمان شخصیات" سے متعلق بھی کچھ معلومات شائع کیا کریں۔ زہیر بن سلطان شاہ، کراچی۔

✽ ہر کہانی ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ نمٹی آپا، فنی فنی، بلا عنوان کہانی بہت اچھی تھیں۔ لطائف بھی مزے دار تھے۔ نونہال ادیب، بیت بازی، نونہال خبر نامہ، علم در پیچ، ہنڈکھیا، نونہال مصور، معلومات ہی معلومات غرض تمام سلسلے لا جواب تھے۔ پیارے نبی کی دیانت اور قسم قسم کے جانور اچھے مضامین تھے۔ نظم آج کا نوٹ

بوٹ سپر بہت تھی۔ الحمد للہ ہمدرد نونہال کو مزید ترقی عطا فرمائے، آمین۔ امجد مظفر آباد۔

✽ دہبر کا شمارہ بہت عمدہ تھا۔ فنی فنی، انسپکٹر چٹنی، ترکیب، بلا عنوان کہانی، نمٹی آپا اور نونا ہوا ناطہ بہت زبردست کہانیاں تھیں۔ علم در پیچ، نونہال ادیب، ہنسی گھر اور بیت بازی بہت عمدہ تھی۔ نظمیں اور باقی تمام سلسلے قابل تعریف تھے۔ محمد ارسلان رضا، کھروڑ پکا۔

✽ دہبر کا شمارہ بہت اچھا لگا۔ سرورق خوب صورت تھا۔ کہانیوں میں نمٹی آپا بہت مزیدار تھی۔ فنی فنی سبق آموز کہانی تھی، جس سے بہت اچھا سبق ملا اور روشن خیالات واقعی سونے سے لکھنے کے قابل تھے۔ ولید امجد کھروڑ پکا۔

✽ دہبر کا شمارہ بہت زبردست تھا۔ ہر کہانی اپنی مثال آپ تھی۔ نونہال مصور میں سویرا محمد شریف اور سمیعہ و سیم کی ذرا تنگ سب سے اچھی لگی۔ سرورق کی تصویر بھی بہت اچھی لگی۔ ہنسی گھر میں سب سے اچھا لطیف صبا، عبدالغنی کا لگا۔ رسالے میں جاوید اقبال کی بہت ہی محسوس ہوئی۔ ہمدرد نونہال کے پرانے شمارے منگوانے کا کیا طریقہ ہے؟ عاتشہ خان، کراچی۔

پرانے شماروں کی پوری تفصیل لکھ کر ہمدرد فاؤنڈیشن کے شعبہ مطبوعات کو علاحدہ خط لکھیے۔

✽ سبھی کہانیاں دل چسپ اور سبق آموز تھیں۔ ہانڈکھوس مسعود احمد برکاتی صاحب کی فنی فنی سب پر بھاری تھی۔ برکاتی صاحب نے بہت خوب صورتی سے کہانی میں بتایا کہ کس طرح انسانی عقلم سے کام لیا جاسکتا ہے۔ انسپکٹر چٹنی میں راؤ جی نے نواب صاحب اور انسپکٹر کی خوب نوک جھونک دکھائی۔ وردہ شعیب کی بلا عنوان کہانی بھی

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری

ہمدرد فری موبائل ڈسپنسری ہمدرد فاؤنڈیشن کے فلاجی کاموں کا ایک

حصہ ہے۔ ہر مہینے پورے پاکستان میں ہزاروں مریضوں کا فری چیک اپ کر کے فری دوائیاں دی جاتی ہیں۔ یہ فری موبائل ڈسپنسریاں کراچی، لاہور، ملتان، بہاول پور، فیصل آباد، سرگودھا، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، سکھر، حیدر آباد اور آزاد کشمیر میں مستحق مریضوں کا علاج کرتی ہیں۔

کراچی کے لیے چھ گھاڑیاں درج ذیل علاقوں میں خدمت پر مامور ہیں:

غازی آباد، گلشن بہار، اورنگی نمبر 13، قائم خانی کالونی، بلدیہ ٹاؤن، نیوکراچی سیکٹر 11-D، سیکٹر 11-F، نئی آبادی، یوسف گوٹھ، لیاری ایکسپریس وے، خدا کی بستی، کورنگی نمبر 2، کورنگی سوکوارٹرز، کورنگی نمبر 4، ونگی گوٹھ، محمود آباد، عمر گوٹھ، ایوب گوٹھ، مدرسہ انوار الایمان، سلطان آباد، مدرسہ منبع العلوم، وھیل کالونی، اکبر گراؤنڈ، مہاجریمپ، بلدیہ ٹاؤن نمبر 3، شفیق محلہ (لال مسجد)، نور شاہ محلہ، مواچہ گوٹھ، بلدیہ ٹاؤن نمبر 7، مشرف کالونی بلاک سی، ایف، ای اور اے روڈ، لیاقت آباد پیلی کوٹھی، کوثر نیازی کالونی، مجید کالونی اور ملیہ۔

خوب تھی۔ جہاں اور سب نے نونا ہوائیوں میں لڑکیوں کی تعلیم جیسے مسئلے کو اٹھایا۔ فحشی آپ (تخلیل صدیقی) بھی اچھی تحریر تھی۔ محمد علی اشرف آرائیں، کبیر والا۔

✽ دہبر کا رسالہ بہت ہی اچھا تھا۔ تحریر ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ ہمدرد نہال بہت ہی مقبول اور اچھا رسالہ ہے۔ میں اس کا نیا قاری ہوں۔ گیارہویں کا طالب علم ہوں۔ مجھے پڑھنے اور رسالوں میں لکھنے کا بہت شوق ہے۔ کیا کاغذ کے پچھلے صفحے پر ایک سطر چھوڑ کر لکھ سکتے ہیں؟ محمد شیر یوسٹن، راجن پور۔

صفحے کے ایک ہی طرف ایک لائن چھوڑ کر لکھیے۔

✽ دہبر کا شمار بہت اچھا لگا۔ جاگو جگاؤ اور پہلی بات کے بغیر تو نہال اوجھڑا گتا ہے۔ پیارے نبی کی دیانت داری اور آپ زہم زدہ پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا۔ کہانیوں میں انیسٹیز چٹنی اور فحشی آپ پڑھ کر بہت فحشی آئی۔ فحشی فحشی، خاکی آباد اور ترکیب بھی بہترین کہانیاں تھیں۔ نونا ہوائیوں پڑھ کر فحش ہوا کہ آج کے زمانے میں بھی لوگ لڑکیوں کی پڑھائی کے خلاف ہوتے ہیں۔ فحشی گھر، مسکراتی کبیریں، معلومات ہی معلومات سمیت تمام سلسلے اپنی مثال آپ تھے۔ ہنڈکلیا میں تھوڑی آسان ترکیب دیا کریں۔ رو باب فاطمہ، مہرین فاطمہ، سکھر۔

✽ دہبر کا نہال تو بہت ہی اچھا ہے۔ پہلی بات نے تو ہمیں بہت سی معلومات دیں، بلا عنوان کہانی تو بہت ہی اچھی تھی، نونا ہوائی تو سب سے اچھی تھی۔ ترکیب تو اچھی نہیں گئی۔ فحشی گھر تو بہت ہی عمدہ تھا۔ ۱۶ عروج سکھر۔

✽ دہبر کا سردق بہت شان دار تھا۔ جاگو جگاؤ اور پہلی بات بہت پسند آئے۔ تقریباً تمام ہی کہانیاں اچھی تھیں۔

✽ دہبر کا شمار زبردست اور لا جواب تھا۔ سردق بہت خوب صورت تھا۔ فحشی آپ بہت اچھی کہانی تھی۔ اس کے علاوہ فحشی فحشی بھی بہت زبردست کہانی تھی۔ اس کے علاوہ فحشیں تو سب ہی دل کو بھاگئیں۔ ہنڈکلی کی سال گرہ اور آپ زہم زدہ کے بارے میں کافی کچھ بتا چکا، لیکن میں بہت غمزدہ ہوں۔ مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے کہ حکیم محمد سعید کے بعد محمود احمد برکاتی بھی بچوں کو افسردہ کر کے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آئن، شعیب، کراچی۔

✽ دہبر کا شمار لا جواب تھا۔ ہر کہانی اور نظم اچھی تھی۔ مجھے سب سے زیادہ خاکی آباد اور انیسٹیز چٹنی کہانیاں پسند آئیں۔ میں بک کلب کا ممبر بننا چاہتی ہوں۔ زارا ندیم، کراچی۔

آپ کو بک کلب کا کارڈ انشا اللہ جلد مل جائے گا۔

✽ بلا عنوان کہانی، سنہرے موتی، نانی کا سامان اور علامہ اقبال کے استاد اچھی تحریریں تھیں۔ حید باری تعالیٰ سے مستفید ہو کر روحانی مسرت ہوئی۔ خوشبو محمد، کراچی۔

✽ جاگو جگاؤ اور پہلی بات نے بہت متاثر کیا، حکیم صاحب کی نظم بھی اچھی تھی، روشن خیالات اور علم در پیچ دونوں بے حد پیارے سلسلے ہیں۔ یہ بات تو ہے، غربت کا شکار، انوکھا ٹائر، شہید ملت، بنو کی چنگٹ، جن کی سینی، فحشی خبر اور گھر کی حفاظت اچھی تحریریں تھیں۔ ڈیشان نذیر، فیصل آباد۔

mothercare

natural
و
Mild



SHOP
ONLINE

cosmeticsworld.com.pk



/licpmothercare

نونهال لغت

پاس بان	پا ش بان	گھبائی کرنے والا۔ دربان۔ چوکیدار۔
تاج ور	تاج ور	بادشاہ۔ صاحب تاج و ملک۔
اتباع	اتباع	پیروی۔ کسی امام فن یا مذہبی پیشوا کی تقلید کرنا۔
زنبیل	ز م بیل	نوکری جو کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ہے۔ جموی۔ خلیل۔
زندان	ز ن د ا ن	قید خانہ۔ جیل خانہ۔
غمار	غ م م ا ز	پھل خور۔ جاسوس۔ آنکھ سے اشارہ کرنے والا۔
ممنون	م م ن و ن	وہ جس پر احسان کیا گیا ہو۔ احسان مند۔ شکر گزار۔
مشکور	م ش ک و ر	پسندیدہ۔ جس کا شکر کیا گیا ہو۔
سکونی	ک س و نی	وہ پتھر جس پر سونے کا کس دیکھتے ہیں۔ چانچ۔ پرکھ۔ امتحان۔
نظامت	ن ظ ا م ت	نظم کا کام یا عہدہ۔ پرانے کا کام۔ لڑی بنانے کا کام۔
مجمع	م ج ع ت م ع	جمع کیا ہوا۔ اکٹھا۔
متاع	م ت ا ع	پونجی۔ اثاثہ۔ تجارت کا سامان۔
مدافعت	م د ا ف ع ت	روکنا۔ روک۔ دفع کرنا۔ قرد پند۔
کم خواب	ک م خ ا ب	ایک قسم کا ریشی کپڑا، جو زری کے تاروں کے آمیزش سے بنایا جاتا ہے۔ زربط۔
عم	ع م	باپ کا چھوٹا یا بڑا بیٹا۔ چچا یا تایا۔
موذی	م و ذ ی	تکلیف پہنچانے والا۔ ایذا دینے والا۔ ستانے والا۔ خالم۔ شریر۔
طفل	ط ف ل	لڑکا۔ بچہ۔ جمع اطفال۔